کتابتِ حدیث

تا

عہدِ تابعین

ترتیب

محمد خالد سیف

متخصص

ادارہ علوم اثریہ

ناشر

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

کتابتِ حدیث

تا

عہدِ تابعین رح

ترتیب

محمد خالد سیفی

متخصص

ادارہ علوم اثریہ

ناشر

ادارہ علوم اثریہ لائل پور

(کتابت: خالد دفتر کتابت لائلپور)

DATA ENTERED

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	چند گفتنی	۳
۲	تمہید	۸
۳	قبل از اسلام عربوں کی تعلیمی حالت	۹
۴	قبولِ اسلام کے بعد عربوں کی تعلیمی حالت	،،
۵	عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث	۱۱
۶	حدیثِ قرطاس	۱۴
۷	صحیفہ عمرو رضؓ بن حزم	۲۵
۸	کتاب الصدقہ	،،
۹	کتابتِ حدیث عہدِ صحابہ میں	۲۸
۱۰	الصحیفۃ الصادقۃ	،،
۱۱	صحیفہ حضرت انس رضؓ	۲۹
۱۲	صحیفہ حضرت جابر رضؓ بن عبد اللہ	۳۲
۱۳	کتابتِ حدیث اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ	۳۴
۱۴	الصحیفۃ الصحیحۃ	۳۶
۱۵	صحیفہ سمرہ رضؓ بن جندب	۳۸
۱۶	حضرت ابوبکر رضؓ اور کتابتِ حدیث	۳۹
۱۷	حضرت عمر رضؓ اور کتابتِ حدیث	۴۰
۱۸	حضرت علی رضؓ کا مجموعہ احادیث	۴۱
۱۹	حضرت مغیرہ رضؓ بن شعبہ	۴۲
۲۰	حضرت ابو سلمہ رضؓ	۴۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱	حضرت جابر رضؓ بن سمرہ	[illegible]
۲۲	حضرت ابن مسعود رضؓ	[illegible]
۲۳	حضرت ابن عباس رضؓ	[illegible]
۲۴	عہدِ تابعین میں کتابتِ حدیث	[illegible]
۲۵	امام زہری رحؒ	[illegible]
۲۶	حضرت عبد اللہ رحؒ بن محمد	[illegible]
۲۷	حضرت نافع رحؒ مولی ابن عمر	[illegible]
۲۸	حضرت عروہ رحؒ بن زبیر	[illegible]
۲۹	حضرت سعید رحؒ بن جبیر	[illegible]
۳۰	حضرت عمر رحؒ بن عبد اللہ	[illegible]
۳۱	تلامذہ براء رحؒ بن عازب	[illegible]
۳۲	حضرت عنترہ رحؒ	[illegible]
۳۳	حضرت بشیر رحؒ بن نہیک	[illegible]
۳۴	حضرت طاؤس رحؒ	[illegible]
۳۵	حضرت سعد بن رحؒ ابراہیم	[illegible]
۳۶	خلاصۂ بحث	[illegible]
۳۷	منعِ کتابت والی حدیث پر ایک نظر	[illegible]
۳۸	جریدۃ المراجع	[illegible]

سخنہائے گفتنی

DATA ENTERED

امتِ اسلامیہ حدیث کو فقہ و تشریع کے ماخذِ ثانی کی حیثیت سے مانتی چلی آئی ہے۔ اور قرآنِ پاک کے پہلو میں اس کو تشریح و تفسیر کا مقام حاصل رہا ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر تشریعِ اسلامی کے لئے حدیث و سنت کو ماخذ قرار نہ دیا جاتا تو آج فقہ اسلامی کو وہ عظمت حاصل ہوتی جو دنیا کے بڑے بڑے قانون دان علماء کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔

مگر اسلام کی یہ بڑھتی ہوئی عظمت، اسلامی تعلیمات کی وسعت اور ہمہ گیری اعدائے اسلام کے دلوں میں ہمیشہ سے کانٹا بن کر کھٹکتی چلی آئی ہے۔ جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تیغ و سناں سے اسلامی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے اسلام کے صاف چشموں کو مکدر کرنے کے منصوبے بنائے اور تلبیس کے حربے اختیار کئے۔ یونانی اور ہندی فلسفہ کی آڑ میں صفاتِ الٰہی کو مبحث بنایا اور مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنا شروع کر دیا۔ بہت سے عقل پرست (معتزلہ) اور بدعت پسند گروہ وجود میں آ گئے اور تفسیرِ قرآن کی آڑ میں احادیث پر نکتہ چینی شروع کر دی، احادیث کو عقل اور قرآن کے خلاف کہہ کر ٹھکرایا گیا اور دوسری طرف موضوع احادیث کی نشر و اشاعت کو فروغ دے کر شریعت کے اس ذخیرہ حق کو گدلا کرنے کی کوشش کی گئی۔

مگر ہر دور میں شریعتِ حقہ کی حفاظت کے سامان پیدا ہوتے رہے۔ علمائے سنت نے اعتزال و بدعت کی تردید کی اور امام شافعیؒ نے منکرین حدیث کے جملہ اعتراضات کے جوابات لکھ کر اس فتنہ کو دبا دیا۔

صلیبی جنگوں کے بعد عیسائیت نے سازشوں کے جال بچھانے شروع

Marfat.com

کردیئے، گرجے نے استشراق کو جنم دیا اور اسلامی علوم و فنون اور تاریخ کو مسخ کرنے کے لئے تحقیقاتی اداروں کی داغ بیل ڈالی گئی، مستشرقین نے اسلامی لٹریچر پر تحقیق و بحث کے لئے ایک نیا باب کھولا، چنانچہ گولڈ زیہر اور دوسرے مستشرقین کی تالیفات میں جو زہر افشانیاں کی گئی ہیں، وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں مستشرقین نے نہ صرف یہ کہ بہت سی احادیث کو خلاف عقل کہہ کر نفس حدیث کی حجیت پہ ہی شک و شبہ کا اظہار کیا، بلکہ رواۃ حدیث (صحابہ و تابعین) کی صدق و امانت پر حملے کئے، تاکہ پورے ذخیرۂ حدیث کو "جھوٹ کا پلندہ" ثابت کرنے کیلئے راہ ہموار ہو جائے اور حدیث پر سے خود مسلمانوں کا اعتماد بھی اٹھ جائے آج جب ہم گولڈ زیہر کی " دراسات اسلامیہ" "العقیدۃ والشریعۃ فی الاسلام" "مناھج التفسیر الاسلامی" وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں دو باتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔

(۱) حدیث کی تدوین چونکہ زمانہ رسالت سے دو صدی بعد ہوئی ہے جبکہ واضعین حدیث کی کثرت تھی اور غلط و صحیح روایات باہم مخلوط ہو چکی تھیں اس دور میں محدثین نے بلا تحقیق ہر قسم کے رطب و یابس کو اپنی کتابوں میں جمع کر دیا۔ اور انہوں نے اسانید کو جانچنے کے لئے تو ظن و تخمین سے چند اصول ترتیب دیئے، مگر متون کی تحقیق کے لئے انہوں نے کوئی کاوش نہیں کی۔

(۲) رواۃ حدیث جن پر اکثر روایات کا دارو مدار ہے انہوں نے سیاسی مقاصد اور برسر اقتدار پارٹی کو خوش کرنے کے لئے احادیث وضع کیں خصوصاً صحابہ میں سے حضرت ابوھریرہؓ اور تابعین میں سے امام زھریؒ کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

ان مستشرقین کی علمی تحقیقات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مقصد برآری کے لئے نہایت عیاری سے علمی خیانتیں کی ہیں، علماء اسلام کی معتمد کتابوں کو چھوڑ کر تحقیق و استناد کے لئے ادبی اور تاریخی

Marfat.com

کتابوں کو ماخذ بنایا ہے اور پھر حوالوں کے پیش کرنے میں قطع و برید سے کام لیکر غلط تأثر دینے کی کوشش کی ہے۔

مسلمانوں سے بھی بعض علماء نے شہرتِ طلبی کے لئے ان کی نقالی شروع کی اور وہ علمی خیانتوں کے ارتکاب اور حوالہ جات کی قطع و برید میں اپنے اساتذہ سے بھی آگے بڑھ گئے۔ احمد امین مصری کی "فجر الاسلام" وغیرہ اور ابوریہ کی "اضواء علی السنۃ المحمدیہ" اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

اس فتنہ انکارِ حدیث نے جب ہندوستان کا رُخ کیا تو انگریزی دورِ حکومت میں مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ سرسید احمد خاں اور انکے بعض رفقاء نے انگریز بہادر کو خوش کرنے اور قرآن کی من مانی تاویلات پیش کرنے کے لئے حدیث کی تکذیب کی۔ تفسیر قرآن اور رسالہ تہذیب الاخلاق میں ٹیڑھے شد و مد کے ساتھ اپنی تحقیقات اور خیالات کی نشر و اشاعت کی۔

اس کے بعد چکڑالہ اور پھر امرتسر میں اس کے مراکز قائم ہوئے علی گڑھ میں تو سرسید احمد خاں اور مولوی چراغ علی شاں اس بارِ گراں کو اپنے کندھوں پہ اٹھائے ہوئے تھے اور پنجاب میں مولوی عبداللہ چکڑالوی اور مولوی احمد دین امرتسری نے اس تحریک کی باگ ڈور سنبھالی۔ "امت مسلمہ" کی بنیاد رکھی گئی اور رسالہ "البیان" امرتسر کے ذریعہ مقالات کی اشاعت شروع ہوئی۔ استدلال و افکار کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا گیا جس کی جھلک آج کل طلوعِ اسلام میں پائی جاتی ہے یعنی احادیث کا مذاق اڑانا، ان کو خلاف قرآن اور عقل کہہ کر رد کر دینا وغیرہ آج "برهان الفرقان" کا مطالعہ کرنے والا خوب جانتا ہے کہ ادارہ طلوعِ اسلام نے کوئی نئی تحقیق پیش نہیں کی بلکہ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ "آنچہ استاد ازل گفت" کا مصداق ہے۔

"برهان الفرقان" میں صرف حجیت حدیث کے انکار پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ رسالت و نبوت پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ:

"ایک نبی اپنے زمانہ کا تو اعلم ہوتا ہے، مگر بعد کے لوگ علوم و فنون کی روشنی میں قرآن کو زیادہ سمجھ سکتے ہیں اور پھر نماز، روزہ وغیرہ کی تشریحات میں قرآن کی مضحکہ خیز تفسیریں لکھی گئی ہیں۔

پاکستان میں ادارہ طلوع اسلام کے علاوہ کچھ دوسرے ادارے بھی ہیں، جو "واعانه عليه قوم آخرون" کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک "اسلام" "مظاہرہ قرآن" "مقام سنت" "مطالعہ حدیث" "قرآنی فیصلے" "ڈو اسلام" "دو قرآن" "مقام حدیث" "اسلام کی بنیادی حقیقتیں" "مذاہب اسلامیہ" اور "خلافت راشدہ" وغیرہ کتابوں کی اشاعت کر کے استشراق کو فروغ دینے اور بزعم خویش علمی خدمات سرانجام دینے میں مشغول ہیں۔

اسلام اور حدیث نبوی کے خلاف اس گہری سازش کا سد باب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ علماء اسلام ان کی تردید میں ٹھوس لٹریچر پیش کریں۔ اسی جذبہ کے تحت "ادارہ علوم اثریہ" لائل پور نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ فنون حدیث پر تحقیق کے لئے علماء کا ایک گروپ تیار کیا جائے جو اپنے صحیح مطالعہ اور تحقیق کے بعد ادارہ طلوع اسلام اور اس کے حواریوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو آگاہ کرنے کے لئے ٹھوس لٹریچر مہیا کر سکے چنانچہ ادارہ کی طرف سے یہ دوسرا رسالہ "کتابت حدیث تا عہد تابعین" ——— پیش کیا جا رہا ہے۔ ——— جسے محمد خالد سیف ——— متعلم ادارہ علوم اثریہ، سال دوم نے ترتیب دیا ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات محقق ہو جاتی ہے کہ حدیث کی جمع و تدوین کا کام عہد رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا اور پھر عہد تابعین میں اس کی تکمیل ہوئی۔ ائمہ حدیث نے احادیث کے جو مجموعے

Marfat.com

ترتیب دیئے ہیں، ان میں اسی مواد کو منقح کیا ہے۔ نیز فقہی ترتیب اور تراجم قائم کرکے اسکی افادیت کو بڑھا دیا ہے، ورنہ حدیث کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ عہد رسالت سے دوصدی بعد کی پیداوار ہو۔

کتب حدیث کے حواشی اور اس قسم کے مقالہ جات کی اشاعت کے لئے ادارہ کے پیش نظر ایک خاص پروگرام ہے۔ اہل حدیث علماء اور دیگر اصحاب علم ادارہ کے ساتھ علمی تعاون فرمائیں تو اس پروگرام کو وسعت دی جاسکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کی مزید خدمت کی توفیق عنایت فرمائے کہ ہم موجودہ فتنوں کا مقابلہ کرسکیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

محمد عبدہ الفلاح

خادم ادارہ علوم اثریہ، لائلپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے اور بعض پیغمبروں کے ذریعے تو اپنے پیغام کو کتابی شکل میں بھی دنیا کے لوگوں کے پاس بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے ان مقدس پیغامبروں نے خدائے ذوالجلال کے پیغام کو بلا کم و کاست، من و عن انسانوں تک پہنچا دیا بلکہ اس کے مطالب بھی صحیح صحیح تشریح و توضیح کے ساتھ سمجھا کر اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہوتے رہے مگر افسوس کہ خالق کائنات کے پیام کے مجموعے اور حضرات انبیاء کرام کے تعلیمی نوشتے زیادہ دیر تک محفوظ نہ رہ سکے۔ حضرت آدم ؑ سے لیکر ابراہیم ؑ تک کے صحائف کا تو آج نشان تک بھی نہیں ملتا۔ توراۃ پر ایک ایسا دور آیا کہ ظالم انسان کے بے رحم ہاتھوں نے اس کے تمام نسخوں کو نیست و نابود کر دیا۔ پھر کچھ انسانوں نے اپنی یادداشت سے اس کے بعض اجزاء ترتیب دیئے مگر کچھ مدت بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا اور آج ہمارے ہاتھوں میں تورات کا نسخہ تیسری مرتبہ کا ترتیب دیا ہوا ہے[1]۔ اور اس کی جو کیفیت ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ یہی حال انجیل کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک دنیا میں موجود رہے، حالات کی ناسازگاری کے باعث انہیں موقع ہی نہ ملا کہ انجیل مقدس کی کتابت اور اپنے مواعظ حسنہ کو قلمبند کرانے کا انتظام فرماتے۔ آپ کے رفع الی السماء کے عرصہ بعد آپ کے تلامذہ نے اپنی یادداشت سے انجیل کو مرتب کیا اور پھر اور بھی بہت سے لوگوں نے انفرادی طور پر اناجیل جمع کیں، چونکہ ان تمام اناجیل میں بہت زیادہ اختلاف تھا، لہذا ان میں سے چار کو منتخب کر کے اصل قرار دے دیا گیا۔ اس لئے اس مجموعہ کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ وہی کتاب اللہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا یا وہ نہیں ہے بلکہ بعد کے لوگوں نے اپنے طور اسے جمع کر لیا ہے۔ اس سے اندازہ فرمایئے کہ سابقہ آسمانی کتب کس طرح ناپید

۱؎ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا۔

ہو گئیں اور جو موجود ہیں۔ ان میں کس قدر تحریف ہو چکی ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات اس بات کی مظہر ہیں کہ امم سابقہ کتب الٰہیہ کی حفاظت نہ کر سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کا امتحان لینا چاہا اور انہیں کتاب عنایت فرمانے کیلئے منتخب کیا۔ یہ عرب تھے۔ وہی عرب کہ کتاب عطا کئے جانے سے قبل جن کی علمی حالت کچھ اس طرح کی تھی۔

قبل از اسلام عربوں کی تعلیمی حالت:۔

ظہورِ اسلام سے قبل عربوں میں بے شمار برائیاں گھر کر چکی تھیں اور انہوں نے بے پناہ عیوب کو اپنا شعار بنا لیا تھا لیکن ان میں سب سے بڑی برائی جہالت اور سب سے بڑا عیب فقدانِ علم تھا۔ قاضی سلمان منصور پوری عربوں کی اس وقت کی علمی حالت کے متعلق رقمطراز ہیں:۔

"وہ لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے، وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں پوری کر دیا کرتے تھے جو ایک ایسے بچہ کی ہوتی ہے جو نہ مکتب گیا نہ درس لیا، نہ قلم ہاتھ میں پکڑا نہ سبق زبان پر جاری ہوا"[1]

اور علامہ قاضی صاحب مرحوم ایک دوسرے مقام پر ایوں لکھتے ہیں:۔

"عرب کی جملہ اقوام (باستثنائے بعض افراد) لکھنے پڑھنے سے بے خبر، علوم سے بے بہرہ، فنون سے عاری، تمدن سے ناواقف، مصالحت اور معانی سے ناآشنا تھیں"[2]

قبولِ اسلام کے بعد عربوں کی تعلیمی حالت:۔

یہ بات بہت تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی عربوں کی تعلیمی حالت اس قدر کیوں بدل گئی کہ چند روز قبل جو علم سے بالکل ناآشنا تھے آج ارباب علم و فضل میں شمار ہونے لگے۔ کل جو تہذیب سے ناواقف تھے آج ان پر ہزاروں تہذیبیں قربان ہوا کرتی ہیں

۱۔ رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۲۲۶ ۲۔ رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۳۰

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کے پاس خدائے ذوالجلال کا جو سب سے پہلے پیغام پہنچا وہ لکھنے پڑھنے کے حکم پر ہی مشتمل تھا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝[۱]	اپنے رب کے نام سے پڑھیے جو خالق ہے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا، پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھلایا اور انسان کو وہ کچھ سکھلا دیا جو وہ جانتا بھی نہ تھا۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں میں کتابت و قرأت عام کرنے میں خوب دلچسپی لی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی اور اس مسجد کے ایک حصہ میں ہی اصحاب صفہ کی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ یہ گویا سب سے پہلی "اسلامک یونیورسٹی" تھی۔ اس یونیورسٹی میں آپ نے کئی اساتذہ مقرر فرمائے جن میں حضرت عبداللہ[۲] بن سعید بن عاص اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما خاص طور پر قابل ذکر ہیں[۳]۔

ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے سرفراز کیا۔ مسلمانوں نے بہت سے کافروں کو قید کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کا فدیہ مقرر کیا کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے[۴]۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں سے مدینہ میں ایک اچھی خاصی جماعت کتابت و قرأت سے واقف ہو گئی۔ صحابہ کرام کو بھی کتابت و قرأت کا شوق بڑی شدت سے دامن گیر

۱۔ سورہ ۹۶ آیت ۱ تا ۵ ۔ ۲۔ اسد الغابہ لابن الاثیر ج ۳ ص ۱۷۵، الاصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۳۴۷، الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۲ ص ۳۹۳ ۔ ۳۔ التراتیب الاداریہ لعبدالحی الکتانی ج ۱ ص ۴۸ بحوالہ مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ
۴۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۲، مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۷

تھا، کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کی تبلیغ و حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بار امانت کے اٹھاتے میں امم سابقہ کی طرح ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے کہ یہ اس امتحان میں کامیاب رہے۔ جس طرح قرآن مجید کی کتابت و تدوین اور حفاظت کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات مخفی نہیں اسی طرح حدیث شریف کے باب میں بھی ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اس مقالہ میں ہم ان حضرات کی کتابتِ حدیث سے متعلقہ خدمات کا تذکرہ کریں گے۔ اور یہ ثابت کریں گے کہ منکرین حدیث اور مستشرقین کی یہ بات لغو ہے کہ حدیث کی کتابت و تالیف عہدِ رسالت میں نہیں ہوئی بلکہ دو صدی بعد میں عمل میں آئی ہے لہٰذا یہ قابل حجت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ تاریخ حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ کتابتِ حدیث کی داغ بیل عہدِ رسالت میں ہی پڑ چکی تھی، عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ تحریک پروان چڑھی اور عہدِ تابعین میں یہ پورے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ ان لوگوں کا انکار تاریخ حدیث سے ناواقفیت یا محض عناد کا نتیجہ ہے۔ اب ہم عہدِ رسالت، عہدِ صحابہ اور عہدِ تابعین میں کتابت حدیث پر بحث کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث :-

ا۔ قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی نے قبیلہ بنو لیث کے ایک آدمی کو مکہ معظمہ میں قتل کر دیا تھا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مکہ معظمہ کی حرمت اور عزت نیز اس میں جدال و قتال کی ممانعت کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا تو حاضرین میں سے یمن کے ایک ابو شاہ نامی شخص نے درخواست کی :-

"اکتبوا لی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتبوا لابی شاہ"

اے اللہ کے رسول! مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے تو آپ نے فرمایا: ابو شاہ کو میری یہ حدیث لکھ دو۔

---

(۱) بخاری شریف ج ۱ ص ۳۲۹، ج ۱ ص ۲۲، ج ۱ ص ۱۰۱۶، مسلم شریف ج ۱ ص ۴۳۹، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۲ ص ۱۸۱، ج ۲ ص ۱۰۲، ج ۲ ص ۲۹۲، سنن دارقطنی ج ۳ ص ۹۷-۹۸، جامع ترمذی مع التحفہ ج ۳ ص ۳۷۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۸

Marfat.com

اس حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شاہ کی درخواست پر ان احادیث مبارکہ کی کتابت کا انتظام فرما دیا جو آپ نے اس خطبہ میں ارشاد فرمائی تھیں، اور کتابتِ حدیث کی یہ ایک مضبوط ترین دلیل ہے، چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"لیس یروی فی کتابۃ الحدیث شیئ اصح من ھذا الحدیث لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ أمرھم فقال اکتبوا لأبی شاہ"[1]

۲۔ طبرانی کبیر میں حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ:۔

قال قلت یا رسول اللہ انا نسمع منك اشیاء فنکتبھا ؟ قال اکتبوا ولا حرج"[2]	میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا ان احادیث کو قلمبند کر لیا کریں جو آپ سے سُنتے ہیں تو آپ نے فرمایا لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور یہ اجازت تمام صحابہ کرامؓ کے لئے تھی کیونکہ آپ نے حکم کتابت جمع کے صیغہ کے ساتھ دیا تھا۔

۳۔ مقتول خاوند کے خون بہا سے بیوی کو حصہ ملنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاکؓ بن سفیان کو لکھا تھا کہ اشیم کی دیت سے اس کی بیوی کو ورثہ دو، چنانچہ ان کا اپنا بیان ہے:۔

"کتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اورث امرأۃ اشیم الضبابی من دیۃ زوجھا"[3]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا کہ میں اشیم ضبابی کی دیت سے اسکی بیوی کو ورثہ ادا کروں۔

۱۔ مسند احمد ص ۲۳۸ ج ۲ ۲۔ منتخب کنز العمال علی حاشیۃ مسند احمد ص ۵۸ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۱۵۱ ج ۱ وقال الامام الہیثمی رواہ الطبرانی۔ ۳۔ تاریخ بغداد ص ۳۴۳ ج ۸، سنن الدارقطنی ص ۷۶-۷۷ ج ۴، ط۔ دار المحاسن القاہرہ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ص ۹ ج ۳، جامع ترمذی مع التحفۃ ص ۱۸۳ ج ۳ وقال الامام الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علی ھذا عند اھل العلم ص ۳۱۴ ج ۲، مسند احمد ص ۴۵۲ ج ۳، سنن ابن ماجہ ص ۱۹۴، مؤطا مالک ص ۳۳۹

Marfat.com

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ روایت فرماتے ہیں :۔

کان رجل من الانصار یجلس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک انصاری آدمی حدیثیں سُنا کرتا تھا،
فیسمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث فیعجبہ ولا یحفظہ فشکا ذلك الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انی لاسمع منك الحدیث فیعجبنی ولا احفظہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعن بیمینك واومأ بیدہ للخط[1] "	جن سے وہ بہت مسرور ہوتا لیکن انہیں یاد نہ رکھ سکتا تھا تو اس نے اپنے سوءحفظ کی حضور کے پاس شکایت کی تو آپ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور آپ نے لکھنے کا اشارہ فرمایا

یاد رہے کہ اس روایت کی سند میں الخلیل بن مرہ " منکر الحدیث ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے امام بخاریؒ کے حوالہ سے اسکی تصریح کی ہے لیکن خطیب نے اس کو ایسی سند سے بھی روایت کیا ہے جس میں خلیل بن مرہ نہیں ہے[2] لہذا روایت قابل احتجاج رہی۔ وللہ الحمد

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک یا دو ماہ قبل قبیلہ جُہینہ کے لوگوں کی طرف یہ حدیث لکھوا کر ارسال فرمائی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عکیم جہنی رضؓ فرماتے ہیں :۔

" اتانا کتاب رسول اللہ صلی اللہ | کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

---

[1] جامع ترمذی ص ، جامع صغیر ص ۳۲/۱ [2] تقیید العلم ص ۶۶ بحوالہ علوم الحدیث صبحی صالح ص ۲۲ ، کنوز الحقائق ص ۳۵/۱ ، مجمع الزوائد ص ۱۵۲/۱

علیہ وسلم بارض جہینۃ قال	سے ایک یا دو ماہ قبل آپ کا خط ہمارے پاس
وانا غلام شاب قبل وفاتہ	جہینہ میں آیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ مردہ
بشہر او شہرین ان لا تنتفعوا	جانور کی کھال اور پٹھوں وغیرہ سے
من المیتۃ باھاب ولا عصب"[۳]	انتفاع مت کرو۔

اس روایت میں اگرچہ "بشہر او شہرین" کے الفاظ ہیں مگر بعض روایات میں جزم کے ساتھ "بشہر" ہے۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں اور دیگر ممالک کے حکمرانوں کے نام دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے دعوت نامے ارسال فرمائے تھے اور وہ مقدس تحریریں آج بھی کتب حدیث و سیر میں من وعن موجود ہیں چنانچہ جو تحریر آپ نے قیصر روم کی طرف لکھوا کر ارسال فرمائی تھی وہ درج ذیل ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد	بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اللہ کے بندے
عبد اللہ ورسولہ الی ھرقل عظیم	اور رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف
الروم سلام علی من اتبع الھدیٰ	سے عظیم روم ہرقل کے نام۔ سلامتی اس
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ	پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ اس کے بعد
الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ	بات یہ ہے کہ میں تمہیں اسلام کی دعوت
اجرک مرتین فان تولیت فان	دیتا ہوں، مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے
علیک اثم الاریسیین ویا اھل	اور اللہ تعالیٰ آپ کو دوگنا اجر عنایت
الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء	فرمائیں گے۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا

---

[۳] مسند احمد ج۴ ص۳۱۰، ۳۱۱، مسند ابی داؤد الطیالسی ج۲ ص۱۸۳، المعجم الصغیر للطبرانی ج۲ ص۱۲۸، ۱۲۷، سنن ابی داؤد ج۲ ص۱۱۳، سنن نسائی ج۲ ص۱۸۳، سنن ابن ماجہ ص۲۶۶، جامع ترمذی مع التحفۃ ج۳ ص۲۹، المحلیٰ لابن حزم ج۱ ص۱۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۲۵

بینننا ...... بانا مسلمون[۱]

تو تیری اس زمیندار رعایا کا گناہ بھی تیرے ذمہ ہوگا۔ پھر آپ نے " یا اہل الکتاب سے مسلمون تک سورۃ آل عمران کی آیت تحریر فرمادی۔

حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی رقمطراز ہیں:۔

"آپ نے خسرو[۲] پرویز، قیصر روم[۳]، شاہ حبش[۴]، شاہ ایلہ، شاہان[۵] حمیر اور ہر صاحب جبروت والئی ملک کے پاس اپنی تحریریں بھیجیں[۶]۔ ہندوستان کے راجہ سری بانک کے پاس حذیفہؓ واسامہؓ وغیرہ دس صحابیوں کی معرفت دعوت اسلام کی تحریر بھیجی۔

" فاجاب واسلم وقبل کتاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم[۷]"

اس راجہ نے دعوت قبول کی اور اسلام لایا اور آپ کی تحریر کو بوسہ دیا[۸]

اسی طرح منذر والئی عمان کو تحریر بھیجی۔ واقدیؒ کہتا ہے کہ میں نے یہ تحریر دیکھی ہے[۹]

اسی طرح آپ نے مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف حاطبؓ بن ابی بلتعہ، ملک عمان کی طرف عمروؓ بن عاص صاحب یمامہ ہوذہ بن علی کی طرف سلیط بن عمروؓ عامری اور حرث بن ابی شمر غسانی کی طرف شجاعؓ بن وھب کو خطوط دیکر بھیجا تھا۔ حافظ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں ان خطوط کا مفصل تذکرہ کیا ہے[۱۰] نیز حافظ زیلعیؒ نے "نصب الرایہ" کے اختتام پر مکاتیب نبوی کا تذکرہ کیا ہے[۱۱]"

۱؎ صحیح بخاری ص۵ ج۱، ص۱۱۲ ج۱، ص۴۱۳ ج۱، ص۴۱۰ ج۱، ص۶۵۴ ج۲، ص۹۲۶ ج۲
صحیح مسلم ص۹۰ ج۲، مسند الامام احمد ص۲۶۲ ج۱

۱؎ تاریخ بغداد ص۱۳۲ ج۱ ۲؎، ۳؎ صحیح مسلم ص۹۹ ج۲ ۴؎ صحیح مسلم ص۲۶ ج۲ ابن ہشام ص۴ ج۲ ۵؎ کتاب الخراج لیحیی ص۱۰
۶؎ صحیح مسلم ص۹۹ ج۲ ۷؎ میزان الاعتدال ص۳۴۴ ج۱ روی ھذہ القصۃ مکی بن احمد البردعی عن اسحاق بن ابراھیم الطوسی وقال فیہ الذھبی لایعرف وخبرہ باطل۔ واللہ اعلم بالصواب ۸؎ زاد المعاد ص۵۵ ج۳ طبع المیمنیہ بمصر ۹؎ جمع القرآن والاحادیث ص۳۶ ۱۰؎ زاد المعاد ص۵۶-۵۹ ج۲ ۱۱؎ نصب الرایہ ص۴۱۶ ج۴ - ص۴۲۵ ج۴

Marfat.com

مختصر یہ کہ وہ خطوط اور وثائق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں، سرداروں اور مختلف قبائل کے نام مختلف اوقات میں لکھوائے تھے، ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے، افسوس کہ یہ مختصر مقالہ ان کے تفصیلی تذکرہ کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ تفصیل کے شائقین کو یہ خطوط و وثائق نبوی، حلبی، قسطلانی، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، مقریزی، الروض الانف للسہیلی، تاریخ دمشق لابن عساکر، البدایۃ والنہایۃ، تاریخ طبری وغیرہ مختلف کتب کی ورق گردانی سے مل سکتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی کتاب "مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے خطوط اور وثیقے جمع کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

۷۔ حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فانہ کان یکتب ولا اکتب"[۱]

مجھ سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو احادیث ازبر نہ تھیں، مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو مجھ سے بھی زیادہ یاد تھیں، اسلئے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھا کرتا تھا۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بن عمرو بن عاص نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی کتابت کی اجازت لے رکھی تھی، "استأذن فی الکتاب عنہ فاذن لہ"[۲] اور اس واقعہ کو ان کی اپنی زبانی ہی تفصیل سے سنیے، فرماتے ہیں:۔

"کنت اکتب کل شیئ اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارید حفظہ فنھتنی قریش وقالوا تکتب کل شیئ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو تحریر کرلیا کرتا تھا تاکہ اسے بآسانی حفظ کرسکوں، یہ دیکھکر قریشیوں نے مجھے روکا اور کہا کہ تم ہر بات ہی قلمبند کر

---

[۱] البخاری شریف ص ۲۲ ج ۱، جامع ترمذی مع التحفۃ ص ۳۷۵ ج ۳، سنن دارمی ص ۱۲۵ ج ۱، مستدرک للحاکم رح ص ۱۰۵ ج ۱، الاصابہ ص ۲۰۳ ج ۴، اسد الغابہ ص ۲۳۳ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۵۱ ج ۱۔ [۲] مسند احمد رح ص ۴۰۳ ج ۲، شرح معانی الآثار للطحاوی رح ص ۳۸۴ ج ۲، اسد الغابہ ص ۲۳۳ ج ۳

بيد كلم في الغضب والرضا فامسكت عن الكتاب حتى ذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فاومى باصبعه الى فيه وقال اكتب فوالذي نفسي بيده ما يخرج منه الا حق[۱]"

لیتے ہو حالانکہ حضور بشر ہیں کبھی خوشی کے عالم میں ہوتے ہیں اور کبھی ناراضگی کے عالم میں تو میں نے لکھنا ترک کر دیا حتیٰ کہ میں نے حضور کے پاس اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے انگشت کے ساتھ منہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا - تم لکھ لیا کرو۔ رب ذوالجلال کی قسم میرے منہ سے ہر حالت میں حق بات ہی نکلتی ہے۔"

خط کشیدہ الفاظ پر ذرا سا غور کرنے سے کوئی عقل مند انسان بھی عہد رسالت میں کتابت حدیث کے انکار کی ناپاک جسارت نہیں کر سکتا اور منکرین کے انکار کو حقائق سے عدم واقفیت، عناد یا جہالت پر محمول کیا جائے گا۔ محدث مبارکپوریؒ بھی تو فرماتے ہیں:-

"قد ظن بعض الجهلة في هذا الزمان ان الاحاديث النبوية لم تكن مكتوبة في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا في عهد الصحابة رضي الله عنهم وانما كتبت وجمعت في عهد التابعين قلت ظن بعض الجهلة هذا فاسد مبني على عدم وقوفه على حقيقة الحال[۲]"

اس زمانہ کے بعض جاہلوں کا گمان ہے کہ احادیث نبویہ نہ تو عہد نبوی میں احاطۂ تحریر میں لائی گئیں اور نہ عہد صحابہ میں، بلکہ تابعین کے دور میں اکٹھی کی گئیں تو میں کہتا ہوں کہ جہلاء کا یہ گمان فاسد اور حقیقت حال سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

ان لوگوں نے نہایت دیدہ دلیری سے حقائق کا منہ چڑایا ہے، اسی وجہ سے تو محدث مبارکپوری کو

۱؎ سنن دارمی ص۱۲۵ ج۱، مسند احمد ص۱۶۲ ج۲، سنن ابی داؤد ص۳۵۶ ج۲، مستدرک حاکم ص۱۰۵ ج۱، تفسیر ابن کثیر ص۲۴۷ ج۴، اسد الغابہ ص۲۳۳ ج۳ ۲؎ مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۸

کچھ تلخ لہجہ اختیار کرنا پڑا اور ایک حق گو ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مستند کتب حدیث و تاریخ میں کتابت حدیث در عہد رسالت کے بے شمار دلائل ملتے ہیں اور یہ حضرات ہیں کہ انکار کئے جاتے ہیں تو پھر ان کی جہالت پر کیوں نہ ماتم کیا جائے۔ آ... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے احادیث کو ضبطِ تحریر میں لانے کے متعلق ہو رہی تھی، بلکہ کتابت حدیث کا کام تو اس وقت ہی شروع ہو چکا تھا جب یہ ابھی بچے ہی تھے چنانچہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی میں بھی ان میں شامل تھا اور تمام حاضرین کی نسبت کم عمر تھا، حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔"

جب مجلس برخاست ہو گئی اور تمام حضرات وہاں سے چل دیئے تو میں نے ان سے کہا یہ وعید سن لینے کے بعد آپ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے کی جسارت کیسے کرتے ہیں۔ تو وہ مسکرانے لگے اور فرمانے لگے:۔

"یا ابن اخینا ان کل ما سمعنا منہ عندنا فی کتاب"[1] — برادر زادے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے جس قدر احادیث سنی ہیں وہ تمام کتابی شکل میں لکھی ہوئی ہیں۔

صحابہ کرام کا یہ جواب واضح ہے یعنی جب ہم آنحضرت کے ایک ایک ارشاد کو قلمبند کر لیتے ہیں تو پھر ہم پر یہ وعید کیوں مانع ہو؟

حدیث قرطاس

۸۔ حضرت ابن عباس روایت فرماتے ہیں کہ جب مرض الموت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ"[2] میرے پاس قلم کاغذ وغیرہ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک

۱۔ مجمع الزوائد ج۱ ص۱۵۲ ۲۔ صحیح بخاری ج۱ ص۲۲، ج۱ ص۴۲۹، ج۱ ص۴۴۹، ج۱ ص۶۳۸، ج۲ ص۸۴۶، ج۲ ص۱۰۹۵، ج۲ ...
۳۔ مسند احمد ج۱ ص۲۲۳، ج۱ ص۳۲۴، ۳۲۵، ج۱ ص۳۳۶، ج۱ ص۳۵۵، ج۱ ص۲۹۳، ج۱ ص۹۰، ج۲ ص۳۴۶، ج۱ ص۲۲۲

Marfat.com

ایسی کتاب لکھ دوں جسکے بعد تم صراطِ مستقیم کو
گم نہ پاؤ گے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں ایک کتاب لکھ کر دینے کا
[اظ]ہار فرمایا لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا کیونکہ فرطِ غم کی وجہ سے صحابہ کرام رض پر بھی اضطراب کی کیفیت طاری تھی
[اس]لئے کسی نے تو آپ کے ارشاد کو متعلق سمجھ لیا کہ معلوم نہیں آپ واقعی کچھ لکھوانا چاہتے ہیں یا غلبۂ مرض کی وجہ
[س]ے گھبراہٹ میں ایسا فرما رہے ہیں، جیسا کہ "ما شأنہ أ ھجر استفھموہ" کے الفاظ سے واضح ہے
[اور] بعض حضرات کا خیال تھا کہ حضور جو کچھ فرما رہے ہیں اسکی تعمیل ہونی چاہیئے۔ حضرت عمر فاروق رض نے سمجھا کہ اس
[حال]ت میں بھی آپ کو امت کا غم لاحق ہے جبکہ آپ خود بھی انتہائی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آپ کچھ ہدایات اور پند و
[نص]ائح وغیرہ لکھوانا چاہتے ہیں تاکہ بعد میں امت کے افراد کہیں راہِ ہدایت چھوڑ کر غلط راستہ نہ اختیار کر
[لی]ں لیکن شدتِ الم و مرض میں آپ کو یہ زحمت نہیں اٹھانی چاہیئے کیونکہ امت مسلمہ کی ہدایت کیلئے کتاب
[الل]ہ موجود ہے اور یہی کتاب انشاء اللہ ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لئے کافی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا
[ح]سبنا کتاب اللہ " تو اس حدیث سے بھی عہدِ نبوی میں کتابتِ حدیث کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ آپ
[نے لکھنے] کا ارادہ فرمایا تھا اور اگر اسکی تکمیل نہیں ہو سکی تو وہ ان اسباب کے پیشِ نظر تھی جن کا ہم نے اوپر ذکر
[ذک]ر کیا ہے :-

[۔ یہ] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مبارکہ کی کتابت کرنے والوں کو نویدِ مغفرت سنائی فرمایا :-

" من کتب عنی اربعین حدیثا
[ر]جاء ان یغفر اللہ لہ غفر اللہ لہ[1] "

جو شخص میری چالیس حدیثوں کو مغفرت کی امید
سے ضبطِ تحریر میں لائے گا تو اللہ تعالیٰ اسکی
مغفرت کر دیں گے۔

• ہر نیکی کے کام میں سبقت کا مظاہرہ کرنے والے صحابہ کرام رض کے متعلق کیسے باور کیا جا سکتا ہے
[کہ] مغفرت کی اس بشارت کے سننے کے بعد انہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ نہ لیا ہوگا۔

---

[1] منتخب کنز العمال علی حاشیۃ مسند احمد جلد ۴ ص ۵۲

صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احادیث کے باسناد لکھنے کا بھی حکم فرمایا تھا :۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کتبتم۔ الحدیث فاکتبوہ باسنادہ[1]" "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم حدیث کو لکھو تو اسے باسناد لکھو۔"

اور حضور کے اسی ارشاد کے پیش نظر جناب حضرت علیؓ نے اپنے محرّروں کو سندوں کے ساتھ احادیث نبویہ لکھنے کا حکم دے رکھا تھا[1] اور آپ کے اسی فرمان کی تعمیل میں ہی حضرات محدثین کرامؒ نے احادیث کی اسانید کے حفظ و ضبط کا اس قدر التزام کیا کہ آج حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک ارشاد باسناد موجود ہے اور یہ محدثین کرامؒ کی مساعی حسنہ کا ثمرہ ہے کہ حفاظتِ اسناد بھی ان خصوصیات میں شمار ہوتی ہے جو اس امت کا طرۂ امتیاز ہیں اور پوری امت اس سلسلہ میں حضرات محدثین کرامؒ کی رہینِ منت ہے۔ فجزاھم اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔ آمین!

صحیفۂ عمروؓ بن حزم

۱۱۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ھ میں حضرت عمروؓ بن حزم کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں حدیثوں کی ایک ضخیم کتاب لکھوا کر عنایت فرمادی۔ اس کتاب میں تلاوتِ قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق عتاق، قصاص، دیت، فرائض و سنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل وغیرہ مختلف مسائل کے متعلق ارشاداتِ نبوی مندرج تھے، گویا یہ حدیث کی پہلی کتاب تھی جسے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا، چنانچہ سنن نسائی میں ہے :۔

۱۔ بغیۃ الوعاۃ للسیوطیؒ ص۴۵۴ بحوالہ جمع القرآن والاحادیث

۲۔ منتخب کنز العمال ج۴، ص۵۸، مستدرک حاکم ص

Marfat.com

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی اهل الیمن کتاباً فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث بہ مع عمرو بن حزم"[۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے لیے ایک کتاب لکھی جس میں فرائض، سنن اور دیت وغیرہ کے مسائل مندرج تھے اور یہ کتاب بدست عمرو بن حزم بھیجی"

اس کتاب کے متعلق امام ابن شہاب زہری رح فرماتے ہیں:۔

"جاءنی ابو بکر بن حزم بکتاب فی رقعة من ادم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هذا من اللہ ورسولہ یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود فتلا منها آیات" الخ[۲]

ابو بکر بن حزم چمڑے کے ایک ٹکڑے میں رسول اللہ کی کتاب کو لائے اس میں تحریر تھا کہ یہ اللہ اور اسکے رسول کا بیان ہے کہ "یا ایها الذین آمنوا اوفوا بالعقود" الخ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک نوشتہ کو امام زہری رح نے حضرت عمرو رض بن حزم کے پوتے جناب ابو بکر بن حزم کے پاس دیکھا تھا اور اسے انہوں نے پڑھا بھی تھا۔

جب حضرت عمر بن عبد العزیز رح خلیفہ بنے تو انہوں نے زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق حضور اکرم

۱۔ نسائی ص ۲۵۱ ج ۲ ط۔ المکتبۃ السلفیۃ لاہور، سنن دارقطنی ص ۲۸۵ ج ۲، سنن دارمی ص ۱۸۸ ج ۲، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۱۳۵ ج ۲، مستدرک حاکم ص ۳۹۵-۳۹۷ ج ۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۹۰-۹۲ ج ۴، ... المحلی ص ۱۲ ج ۶، تاریخ بغداد ص ۲۲ ج ۸، المغنی لابن قدامہ ص ۶۰۲-۶۲۹ ج ۲، نصب الرایہ ص ۳۳۹-۳۴۲ ج ۲

۲۔ نسائی ص ۲۴۸ ج ۲ ط۔ المکتبۃ السلفیۃ لاہور

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات معلوم کرنے کیلئے مدینہ طیبہ میں ایک آدمی کو بھیجا جس کو جستجو کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تحریریں مل گئیں ان میں سے ایک یہی کتاب تھی جسے عمرو بن حزم کے ہاتھ اہل یمن کی طرف بھیجا تھا، چنانچہ امام دارقطنی رح رقمطراز ہیں :-

ان عمر بن عبد العزیز حین استخلف أرسل الی المدینة یلتمس عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الصدقات فوجده عند آل عمرو رض بن حزم کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی عمرو بن حزم رض فی الصدقات ووجد عند آل عمر رض بن الخطاب کتاب عمر رض الی عماله فی الصدقات بمثل کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی عمرو بن حزم فامر عمر رح بن عبد العزیز عماله علی الصدقات ان یأخذوا بما فی ذینک الکتابین۱؎

حضرت عمر بن عبد العزیز رح جب خلیفہ بنے تو انہوں نے مدینہ طیبہ میں عہد نبوی کے نظام زکوٰۃ کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے ایک آدمی بھیجا تو اسے جستجو کرنے کے بعد آل عمرو بن حزم کے پاس حضور کی صدقات کے متعلق وہ کتاب دستیاب ہو گئی جسے آپ نے عمرو رض بن حزم کی طرف لکھا تھا۔ اسی طرح اسے آل عمر رض کے پاس حضرت عمر رض کی صدقات سے متعلقہ وہ کتاب مل گئی جو انہوں نے اپنے عمال کی طرف تحریر کر کے بھیجی تھی اور یہ کتاب حضور کی مذکورہ کتاب جیسی ہی تھی، تو حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے اپنے عاملینِ صدقات کو حکم دیا کہ تم ان دونوں کتابوں کے مطابق عمل کرو۔

حافظ ابن کثیر رح اس کتاب پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں :-

"فهذا الکتاب متداول بین ائمة الاسلام قدیماً وحدیثاً یعتمدون

زمانہ قدیم وجدید میں یہ کتاب ائمہ اسلام کے درمیان متداول رہی ہے اور اسی

۱؎ سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۱۱۷

۱۷۷۶۹

Marfat.com

عليه ويفزعون في مهمات هذا الباب اليه كما قال يعقوب بن سفيان لا اعلم في جميع الكتب كتابا اصح من كتاب عمرو بن حزم كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجعون اليه ويدعون آراءهم "

پر ائمہ دین کا اعتماد رہا ہے۔ اس باب کے اہم مسائل کیلئے وہ اسی کتاب کی طرف رجوع کیا کرتے تھے یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ عمرو بن حزم کی کتاب سے بڑھکر بھی کوئی صحیح کتاب ہے۔ اصحاب رسول کا مرجع یہی کتاب تھی اور اس کے مقابل وہ اپنی آراء چھوڑ دیا کرتے تھے۔

حافظ ابن القیمؒ اس کتاب کے متعلق یوں رقمطراز ہیں :

"هو كتاب عظيم فيه انواع كثيرة من الفقه في الزكوة والديات والاحكام وذكر الكبائر والطلاق والعتاق واحكام الصلوة ومس المصحف وغير ذلك قال الامام احمدؒ لا شك ان النبي صلى الله عليه وسلم كتبه"

یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے۔ اس میں زکوٰۃ، دیات، احکام، کبائر طلاق، عتاق، احکام نماز اور مس مصحف "قرآن مجید کو چھونا" وغیرہ بہت سے مسائل شرعیہ کا ذکر ہے۔ حضرت امام احمدؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ بلاشک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر کرائی ہوئی کتاب ہے۔

غور فرمائیے کہ کتابت حدیث در عہد رسالت کی یہ کس قدر مضبوط دلیل ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی اور ثبوت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اگر آپ کہیں کہ اس کی سند تو منقطع ہے؟ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ درست ہے کہ اس کی سند کے اتصال و انقطاع میں علماء کا

۱ـ

۲ـ زاد المعاد ج ۱ ص ۳۰

Marfat.com

اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ متصل سند سے ہی مروی ہے چنانچہ شیخ احمد محمد شاکرؒ فرماتے ہیں:

"وقد تكلم العلماء طويلاً في اتصال اسناده وانقطاعه والراجح الصحيح عندنا انه متصل صحيح"[1]

اس کی سند کے اتصال و انقطاع کے متعلق علماء کرام کی طویل بحثیں ہیں لیکن ہمارے نزدیک راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ متصل اور صحیح سند سے مروی ہے۔

اس کی اسناد کی صحت کے پیش نظر ہی تو ائمہ دین نے اسے قبول فرمایا ہے، چنانچہ علامہ زیلعیؒ بعض حفاظ حدیث سے نقل فرماتے ہیں :۔

"ونسخة كتاب عمرو بن حزم تلقاها الائمة الاربعة بالقبول وهي متوارثة كنسخة عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده"[2]

عمرو بن حزمؓ کی کتاب کو ائمہ اربعہؒ نے شرف قبولیت بخشا ہے اور یہ نسخہ عمرو بن شعیبؓ کی طرح تواتراً منقول ہے۔

امام حاکمؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"اسناده صحيح وهو من قواعد الاسلام"[3]

اسکی اسناد صحیح ہے اور یہ کتاب اسلام کے قواعد پر مشتمل ہے۔

تو ثابت ہوا کہ علماء سلف و خلف حضرات ائمہ اربعہ، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ، امام حاکمؒ، امام ابن کثیرؒ، امام یعقوب بن سفیان وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس کی صحت اور اتصال کے پیش نظر ہی اسے شرف قبولیت بخشا ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرجع اور ماخذ بھی یہ کتاب تھی تو یہ عہد نبوی میں کتابت حدیث کی ایک ناقابل تردید دلیل ہے جس کا منکرین کے پاس کوئی جواب نہیں۔

۱۔ الرسالۃ الامام الشافعیؒ مع تعلیقات الشیخ احمد شاکرؒ ص ۴۲۳ بحوالۃ التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائیؒ ص ۲۷۴ ج ۲

۲۔ نصب الرایہ ص ۳۴۲ ج ۲، صحیح ابن حبانؒ فی النوع السابع والثلاثین من القسم الخامس بحوالہ نصب الرایہ ص ۳۴۱ ج ۲

۳۔ نصب الرایہ ص ۳۴۱، ۳۴۲ (ج ۲)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب صحیفہ ہمام بن منبہ کے دیباچہ میں اس صحیفہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"عمرو بن حزم نے اس قیمتی دستاویز کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اکیس دیگر فرامین نبوی بھی فراہم کئے جو بنی عادیا اور بنی عریض کے یہودیوں، تمیم داری، قبائل جہینہ و جذام وطئی و ثقیف وغیرہ کے نام موسومہ تھے اور ان سب کی ایک کتاب تالیف کی، جو عہد نبوی کے سیاسی دستاویزوں یا سرکاری پروانوں کا اولین مجموعہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ اس کی جو روایت تیسری صدی ہجری میں دیبل (پاکستان) کے مشہور محدث، ابو جعفر الدیبلی نے کی ہے ____ اور جن کے حالات انساب سمعانی کے مادہ دیبلی اور معجم البلدان یاقوت کے مادہ دیبل میں بھی ملتے ہیں ____ محفوظ ہے اور ہم تک پہنچی ہے چنانچہ "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین" کے نام سے ابن طولون نے جو کتاب تالیف کی ____ اور جس کا نسخہ بخط مؤلف کتب خانہ "المجمع العلمی" دمشق میں محفوظ ہے۔ نیز سو چھپ بھی گئی ہے ____ اس میں حضرت عمرو بن حزم کی یہ تالیف بطور ضمیمہ شامل اور محفوظ کر دی گئی ہے۔[۱]"

کتاب الصدقة

۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات بابرکات کے آخری ایام میں زکوٰۃ کی بہت سی احادیث کو ماتحت حکام کے پاس بھیجنے کے لئے کتابی شکل میں جمع کرا دیا تھا اور اس مجموعہ کا نام "کتاب الصدقة" تھا، خلفاء راشدین کے دور میں اسی کتاب پر عمل ہوتا رہا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دور خلافت میں اس کی دوبارہ کتابت کرائی۔ یہ وہ دور تھا جس میں تدوین حدیث کا کام پورے شباب پر تھا۔ کئی محدثین عظام نے اس کتاب نبوی کو ازبر کیا جیسے کہ حضرت امام زہری کے متعلق ہم بھی ذکر کر چکے ہیں اور پھر اسے اپنی اپنی تالیفات میں درج کر دیا۔ اس طرح سرمایہ حدیث کے دفاتر کی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ کتاب زینت بن گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مبارکہ آج بھی ہماری رہنمائی کے لئے من و عن موجود ہیں، اسی لئے تو ہم کہتے ہیں۔

---

[۱] دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ صفحہ ۳۵، ۳۶

اھل الحدیث ھم اھل النبی ان لم یصحبوا انفسہ انفاسہ صحبوا

حضور کی اس کتاب کے متعلق حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں :-

"کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ فلم یخرج الی عمالہ حتی قبض فعمل بہ ابوبکرؓ حتی قبض ثم عمل بہ عمر حتی قبض وھی عند آل عمرؓ"[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "کتاب الصدقۃ" لکھوائی۔ لیکن آپ ابھی تک اسے عاملوں کے پاس نہ بھیج سکے تھے کہ رحلت فرما گئے صدیق اکبر رض نے زمانہ خلافت میں اسی پر عمل کیا، پھر فاروق اعظم نے اس پر عمل کیا حتی کہ وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور یہ کتاب آل عمر رض کے پاس رہ گئی۔

اس روایت کے جملہ "فعمل بہ ابوبکر حتی قبض" کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں موجود ہے۔

"ان ابا بکرؓ کتب لانس رضؓ ھذا لما وجھہ الی البحرین بسم اللہ الرحمان الرحیم ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم[2] الخ"

جناب صدیق اکبر رض نے جب حضرت انس رض کو بحرین کے علاقہ میں بھیجا تو انہیں یہ لکھ کر دیا بسم اللہ الرحمان الرحیم یہ صدقہ کا فریضہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا تھا۔

بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے :-

"وعلیہ خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]"

اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بھی ثبت فرمائی تھی۔

اس کتاب کے متعلق حضرت امام ابن شہاب زہری رح فرماتے ہیں :-

۱۔ سنن ابی داؤد مع العون ج ۲ ص ۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۸۸، المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۳۹۲، ۳۹۳
سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۱۱۶ ۲۔ صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۹۵، ج ۱ ص ۱۹۶، ج ۱ ص ۳۳۸، ج ۲ ص ۱۰۲۹ ۳۔ سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۹
السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۹۰، المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۳۹، سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۱۱۴

Marfat.com

"فقرأتها سالم فوجدتها وهی الی الشیخ عمر بن عبد العزیز"

فاروق اعظمؓ کے پوتے سالمؒ نے مجھے یہ کتاب پڑھائی تو میں نے اسے حفظ کر لیا اور یہ وہ کتاب ہے جس کی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے از سر نو کتابت کرائی تھی۔

۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ کو ضبط تحریر میں لانے کے متعلق خود حکم فرمایا تھا جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

"عن عبد اللہ بن عمرو قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیدوا العلم قلت وما تقییدہ قال کتابتہ"

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم کو مقید کر لو تو میں نے عرض کیا کہ مقید کرنے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا لکھنا۔

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کو کتابت حدیث کی ترغیب دیتے تھے تو حضرات صحابہ کرامؓ نہ صرف خود اس ارشاد نبوی پر کاربند رہے بلکہ حدیث نبوی کو ضبط تحریر کے متعلق اپنی اولاد کو نصیحتیں بھی کرتے رہے حضرت انسؓ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا۔

یا بنی قیدوا ھذا العلم

اے میرے بیٹو اس علم کو ضبط تحریر میں لاؤ

ائمہ دین نے اسی فرمان نبوی کے پیش نظر اپنی زندگیاں وقف کر کے کتابت حدیث سے لے کر حدیث کے ان عظیم دفاتر کو مرتب کر کے امت پر احسان عظیم فرمایا۔ مگر حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ حضرات ائمہ کی ان مساعی حسنہ کو عجمی سازش قرار دیا جا رہا ہے۔

۱۔ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۶۲، ۲۹۰ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۰۶ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۱۰۶ سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۱۱۶

۲۔ المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۱۰۶ جامع صغیر سیوطی ج ۲ ص ۳ کنوز الحقائق للمناوی ج ۲ ص ۱۲۰ تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۴۶

مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲ وان کان فی ھذہ الروایۃ عبد اللہ بن المؤمل وقال فیہ الامام احمد احادیثہ مناکیر وثقہ ابن معین وابن حبان وقال ابن سعد ثقۃ قلیل الحدیث مجمع الزوائد ایضاً

"کتابتِ حدیث عہدِ صحابہؓ میں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتابت حدیث کا حکم دیا تو شمع رسالت کے جانثار پروانوں نے حضور کے اسوۂ مبارکہ کی ایک ایک ادائے دلنواز کو عشاق رسالت پناہ تک پہنچانے کے لئے جس طرح اہتمام کیا، کتبِ احادیث وسیر اس کے تذکرہ سے معمور ہیں۔ کتابتِ حدیث کی روایت کے راوی جناب عبد اللہ ؓ بن عمرو کو دیکھئے کہ حضورؐ کے ارشادات کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے کس طرح سرگرم عمل ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کا تذکرہ ہم جناب ابوھریرہؓ کی زبانی پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اب یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ آپ کی شب و روز کی مساعی جمیلہ کا یہ ثمرہ طیبہ تھا کہ آپ نے ایک جامع کتاب مرتب فرمائی تھی جس کا ہم ذیل میں کچھ ذکر کرتے ہیں۔

الصحیفۃ الصادقۃ

یہ حضرت عبد اللہ بن عمرو ؓ بن العاص کے صحیفہ کا نام ہے جس میں انہوں نے ملفوظاتِ نبوی کو قلمبند کیا ہوا تھا اور یہ گزر چکا ہے کہ کتابت کے لئے انہوں نے حضور سے خاص اجازت بھی لے رکھی تھی۔ اپنے اس صحیفہ کے متعلق خود ہی فرماتے ہیں۔

الصادقۃ صحیفۃ کتبتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"[1] — الصادقہ وہ صحیفہ ہے جسمیں میں نے فرامین نبوی کو قلمبند کیا ہوا ہے۔

اور اپنے اس صحیفہ پر انہیں بڑا ناز بھی تھا اسی لئے تو فرمایا کرتے تھے:۔

"مایرغبنی فی الحیاۃ الاخصلتان الصادقۃ والوھطۃ فاما الصادقۃ فصحیفۃ کتبتھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الوھطۃ فارض تصدق بھا عمرو بن العاص الخ[2] — مجھے زندگی میں دو چیزوں سے بہت خوشی ہے ایک تو صحیفہ صادقہ جس میں میں نے ارشادات نبوی کو تحریر کیا ہے اور دوسری وھطہ زمین جسے میرے ابا جان نے صدقہ کر دیا تھا۔

۱؎ تقیید العلم ص ۸۴ بحوالہ علوم الحدیث للدکتور صبحی صالح ۲؎ جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ ، تقیید العلم ص ۸۴-۸۵ وفاصل بالمحدث الفاصل ج ۴ ورقہ ۲ وجہ ۲ " علوم الحدیث " سنن دارمی ج ۱ ص ۱۲۷ اسد الغابۃ ج ۳ ص ۲۳۴ ، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ج ۲ ص ۳۷۳ طبع بیروت

"یہ صحیفہ بہت مدت تک ان کے خاندان میں موجود رہا۔ ان کے پوتے عمرو بن شعیب اسی کو ہاتھ میں رکھکر درس دیا کرتے تھے۔ حضرت امام احمدرح پر اللہ تعالیٰ ہزار ہار رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے اپنی ضخیم قابل قدر "مسند" میں مدغم فرما کر ہمارے لئے محفوظ فرما دیا۔ عبداللہ بن عمرو کی اس تالیف کا ذکر ابن منظور نے لسان العرب مادہ قلہم" میں بھی کیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک دن ہم حضرت عبداللہ رضؓ کے پاس تھے، ان سے پوچھا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر انہوں نے ایک پرانی صندوق منگوائی۔ اس میں سے ایک کتاب نکال کر اس پر نظر ڈالی پھر کہا " ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور جو کچھ فرمارہے تھے لکھتے جارہے تھے۔ اس وقت آپ سے پوچھا گیا کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرقل کے بیٹے کا شہر پہلے فتح ہوگا، یعنی قسطنطنیہ" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن عمرو رضؓ ہی نہیں صحابہ کرام رضؓ کی ایک جماعت ملفوظات نبوی کو لکھا کرتی تھی۔ ؎۱"

اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کافی ضخیم تھی کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہونے والے ایک ایک لفظ کو احاطہ تحریر میں لے آیا کرتا تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ دیکھئے حدیث "کنت اکتب کل شیئ الخ" نیز ہماری تائید اس سے ہوتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں:۔

حفظت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الف مثل ؎۲ " — میں نے حضور سے ایک ہزار ضرب الامثال یاد کیں۔

ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بیان فرمودہ امثال کو بھی جناب عبداللہ نے دوسری احادیث کے ساتھ "الصحیفۃ الصادقۃ" میں ذکر فرمایا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

صحیفۂ حضرت انس رضؓ

حضرت انس رضؓ بن مالک وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں دس سال خدمت رسول کی سعادت نصیب ہوئی۔

؎۱ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ۔ مع تغیر یسیر ص ۳۳ ؎۲ اسد الغابہ ص ۲۳۳ ج ۳

ایں سعادت بزورِ بازو نیست　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ !!

آپ مکثرین صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ آپ سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ابھی نو عمر ہی تھے، البتہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلیم نے والہانہ عقیدت کی بنا پر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے مامور کر دیا اور کہا :۔

یا رسول اللہ ! ھذا ابنی وھو　　اے اللہ کے رسول ! میرا یہ بیٹا ہے، اگرچہ بچہ ہے

غلام کاتب ،،　　لیکن لکھنا خوب جانتا ہے، اسے اپنی خدمت کیلئے

قبول فرمائیے ،،

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اس دن سے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن تک آپکی خدمت میں مصروف رہے۔ اور اس دس سال کے عرصہ میں آپ ہر وقت دامنِ دولت نبوی سے وابستہ رہے۔ اور اسی وجہ سے ہی تو آپ سے کثرت کے ساتھ روایات مروی ہیں، کیونکہ آپ کو ان ارشاداتِ رسول کی سماعت کا موقع میسر آیا جو کسی اور کو نہ مل سکا اور یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے کہ آپ بچپن ہی سے فنِ کتابت سے آشنا تھے اس لئے آپ ارشاداتِ نبوی کو قلمبند فرما لیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے ایک صحیفہ مرتب کر لیا۔ پھر آپ نے تصحیح کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر بھی سنایا، جیسا کہ مستدرک حاکم میں ہے۔

"عن معبد بن ھلال قال کنا اذا　　معبد بن ہلال سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت

اکثرنا علی انس بن مالک رضی　　انس رضی اللہ عنہ بن مالک پر زیادہ اصرار کرتے تو آپ

اللہ عنہ اخرج الینا مجالاً عندہ　　ہمارے پاس ایک کتاب نکال کر لے آتے اور

فقال ھذہ سمعتھا من النبی　　فرماتے کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم فکتبتھا　　صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر لکھا تھا اور ان کو آپ

وعرضتھا علیہ[1] ،،　　پر پیش بھی کیا تھا۔

---

[1] مستدرک حاکم ص۵۷۴ ج ۳ تقیید العلم ص ۹۵-۹۶

Marfat.com

آپ نہ صرف احادیث کو خود قلمبند فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ایک حدیث ارشاد فرمائی جس سے حضرت انسؓ بہت مسرور ہوئے۔ اس وقت ان کے پاس ان کے ایک صاحبزادہ بھی موجود تھے۔ ان سے فرمانے لگے کہ اس حدیث کو لکھ لو۔ چنانچہ انہوں نے لکھ لیا۔ الفاظ یہ ہیں:-

"قال انس فاعجبنی هذا الحديث
فقلت لابنی اکتبه فکتبه"[1]

آپؐ نے حضرت انسؓ کے لئے دعائے خیر فرمائی تھی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا تھا۔ صرف آپؓ کے صاحبزادوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز تھی چنانچہ آپ نے اپنے تمام صاحبزادگان کو کتابت حدیث کا حکم دے رکھا تھا

ان انسا کان یقول لبنیه یا بنی — حضرت انسؓ اپنے بیٹوں سے فرمایا کرتے
قیدوا هذا العلم[2] — تھے اے بچو! علم حدیث کو ضبط تحریر میں لاؤ۔

---

۱ - صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶ ۲ - مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۷

Marfat.com

بلکہ آپ نے ایک حلقۂ درس بھی بنا رکھا تھا جس میں اہلِ علم شرکت کرتے اور آپ سے ارشاداتِ نبوی سن کر لکھتے تھے۔ چنانچہ حسان بن سنان کا بیان ہے کہ

فرأیت شیخاً والناس حولہ یکتبون عنہ فسألت عنہ فقیل لی انس بن مالک (۱)"	میں نے ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ آپ کے گرد وپیش بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحیفۂ جابر بن عبداللہ الانصاری :-

حضرت جابر بن عبداللہ کا شمار بھی مکثرین صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث کے راوی ہیں۔ حدیث سے آپ کے شغف کا اندازہ اس سے لگایئے کہ آپ صرف ایک حدیث کی خاطر مسلسل ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبداللہ بن انیس کے پاس ملکِ شام میں تشریف لے گئے تھے
صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے حج کے متعلق ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا، چنانچہ حافظ ذہبی رقمطراز ہیں :-

"ولہ منسک صغیر فی الحج اخرجہ مسلم (۲)"

حضرت مجاہد بن جبیر، حضرت جابر رض کے صحیفہ سے ہی احادیث بیان فرمایا کرتے تھے (۳) حضرت امام بخاری فرماتے ہیں کہ مشہور تابعی حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے۔

لانا لصحیفۃ جابر رض احفظ منی لسورۃ البقرۃ (۴)	سورۃ بقرۃ کی نسبت مجھے صحیفۂ حضرت جابر رض زیادہ حفظ ہے۔

آپ رض کے ایک شاگرد سلیمان بن قیس الیشکری تھے، ان کے متعلق حافظ ابن حجر نے امام ابو حاتم

(۱) تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۹ (۲) تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۴ (۳) طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۶۷ (۴) التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ص ۱۸۶، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۲

Marfat.com

کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ :-

"جالس جابرًا وكتب عنه صحيفة"[1] — وہ حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے ان سے ایک صحیفہ لکھا تھا۔

امام ترمذیؒ بیان فرماتے ہیں :-

"وانما يحدث قتادةؒ عن صحيفة سليمانؒ اليشكري وكان له كتاب عن جابر بن عبد اللهؓ"[2] — امام قتادہؒ سلیمانؒ یشکری کے صحیفہ سے حدیث بیان فرمایا کرتے تھے اور سلیمانؒ نے حضرت جابرؓ سے ایک کتاب لکھی تھی۔

امام قتادہ بن دعامہ السدوسی کو یہ صحیفہ حفظ بھی تھا، اور لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ سننے سے ہی اسے حفظ کر لیا تھا۔[3]

حضرت جابرؓ نے مشہور تابعی حضرت وھب بن منبہ کو بھی احادیث املا کرائی تھیں ممکن ہے کہ یہ بھی ایک صحیفہ کی شکل میں ہوں، نیز حضرت جابرؓ سے دیگر تابعین نے بھی احادیث لکھی تھیں۔[4]

کتابت حدیث اور حضرت ابوھریرہؓ (المتوفی ۵۹ھ)

حضرت ابوھریرہؓ یمن کے مشہور قبیلہ دوس کے چشم و چراغ تھے۔ ۷ھ میں طفیل بن عمرو دوسی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ گو متاخر الاسلام ہیں لیکن آپ سے اس کثرت سے روایات مروی ہیں کہ آپ کا شمار مکثرین صحابہ کرامؓ میں سرفہرست ہے۔ آپ کی مرویات کی کل تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) کے قریب ہے۔[5]

مستشرقین اور ان کے خوشہ چین منکرین حدیث اس بات پر بھی چیں بجبیں ہیں کہ ابوھریرہؓ اس کثرت سے کیوں روایت کرتے ہیں؟ حضرت ابوھریرہؓ خود ہی اس کا جواب دے کر قیامت تک آنے والے

۱۔ تہذیب ص۲۱۴ ج۸، ۲۱۵ تقیید العلم ص۱۰۱ ۲۔ جامع الترمذی مع التحفہ ص۲ ج۲، کتاب القیم الی الحکیم
۳۔ تہذیب ص۳۵ ج۸، طبقات ابن سعد ۴۔ تقیید العلم ص۱۰۱، تہذیب ص۱۴۸ ج۹، ۱۲۱
۵۔ راجع مسند بقی بن مخلد

معترضین کے منہ کو بند کر گئے ہیں چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے۔

"ان الناس یقولون اکثر ابوھریرۃ رضی ولولا آیتان فی کتاب اللہ ماحدثت حدیثاً ثم یتلو ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ الیٰ قولہ الرحیم (بقرہ ۱۵۹) ان اخواننا من المہاجرین کان یشغلھم الصفق بالاسواق وان اخواننا من الانصار کان یشغلھم العمل فی اموالھم وان اباھریرۃ کان یلزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشبع بطنہ ویحضر مالا یحضرون ویحفظ مالا یحفظون[۱]۔"

لوگ کہتے ہیں کہ ابوھریرہؓ بہت کثرت سے حدیث بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر وہ ان الذین یکتمون سے الرحیم تک تلاوت کرتے۔ ان دو آیتوں میں کتمانِ علم کی ممانعت ہے" ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصار بھائی اپنی زمینوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور ابوھریرہؓ پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہر وقت رہتا تھا، وہ ایسے مواقع پر حاضر رہتا تھا، جب وہ حاضر نہیں رہتے تھے، اور ایسی باتیں "احادیث" یاد رکھتا تھا جن کا انہیں علم ہی نہ تھا۔

آپ کا تعلق چونکہ یمن جیسے متمدن اور تہذیب یافتہ علاقے سے تھا، اس لئے آپ نہ صرف پڑھے لکھے تھے بلکہ انہیں علمی ذوق شروع ہی سے تھا، التباس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیزیں لکھنے سے روک دیا تھا، اس بنا پر آپنے اپنے ذخیرہ کو جلا دیا تھا، لیکن بعد میں جب قرآن مجید اچھی طرح محفوظ کر لیا گیا تو یہ ممانعت ختم ہو گئی اور آپنے

۱ صحیح بخاری ص ۲۲ ج ۱، ایضاً فتح الباری ج ۱ ص ۲۲۴، حلیۃ الاولیاء ص ۳۷۸ ج ۱
طبقات ابن سعد ص ۳۶۳ ج ۲

Marfat.com

پھر لکھنا شروع کر دیا جس طرح عہد نبوی میں آپ کو لکھنے پڑھنے کا بے پناہ شوق تھا، اس طرح بعد میں آپ کو اشاعت علم کا بھی بہت اشتیاق تھا، چنانچہ آپکے تلامذہ کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ جاتی ہے۔[1]
اس وقت آپ کی تمام علمی سرگرمیوں سے بحث مقصود نہیں صرف کتابت حدیث کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضہ نے ایک مسند تالیف فرمائی تھی جس کے متعدد نسخے عہد صحابہ میں ہی لکھے گئے تھے، اس مسند کا ایک نسخہ عبد العزیز بن مروان کے پاس بھی تھا، اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ کثیر بن مرّہ کو خط لکھا کہ تمہارے پاس جس قدر احادیث ہیں انہیں تحریر کر کے ہمارے پاس بھیج دو، اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا:۔

"الا احادیث ابی هریرة فانه عندنا"[2] — حضرت ابو ہریرہ رضہ کی احادیث نہ بھیجنا کیونکہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

حضرت بشیر بن نہیک تابعی حضرت ابو ہریرہ رضہ کے تلمیذ رشید تھے، انہوں نے بھی حضرت ابو ہریرہ رضہ سے ایک تالیف کو مرتب کیا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اتیت ابا هریرة بکتابی الذی کتبت عنه فقرأته علیه فقلت هذا سمعته منك قال نعم[3]

میں حضرت ابو ہریرہ رضہ کے پاس وہ کتاب لے کر حاضر ہوا جس میں میں نے ان سے سماعت کی ہوئی احادیث کو تحریر کیا تھا، یہ کتاب میں نے انہیں پڑھ کر سنائی اور پھر اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت مرحمت فرما دی۔

حضرت حسن بن عمرو تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضہ کو ایک حدیث سنائی تو انہوں نے کچھ تردد کا اظہار فرمایا۔ یہ روایت تو شاید اس طرح نہیں ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ سے ایسے ہی سنی تھی۔ فرمانے لگے کہ اگر تم نے مجھ سے سنی ہے تو یہ حدیث

---

[1] تذکرة الحفاظ ص۳۵ ج۱ [2] طبقات ابن سعد ص [3] تذکرة الحفاظ ص تہذیب التہذیب ص سنن الدارمی ص۱۲۸ ج۱

Marfat.com

تو میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہوگی پھر مجھے اپنے گھر لے آئے تو:۔

"ارانا کتبا کثیرۃ من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ھذا ھو مکتوب عندی"[1] — حضرت ابوھریرہؓ نے ہم کو احادیث نبوی کی بہت سی کتابیں دکھائی اور فرمانے لگے 'دیکھو یہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ کی مسند کا ایک نسخہ تو امام ابراہیمؒ بن حرب کے پاس بھی تھا۔ محدث مبارکپوریؒ کتب حدیث کے قلمی اور نادر و نایاب نسخوں کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"ومنھا مسند ابی ھریرۃؓ للامام المحدث ابی اسحاقؒ ابراھم بن حرب العسکری السمسار المتوفی سنۃ اثنتین وثمانین ومائتین نسخۃ کاملۃ من ھذا الکتاب مکتوبۃ بخط العلامۃ الامام ابن یتمیۃؒ موجودۃ فی الخزانۃ الجرمنیۃ"[2] — اور ان میں سے ایک مسند ابوھریرہؓ بھی ہے جو امام، محدث ابواسحاق ابراہیم بن حرب عسکری سمسار متوفی ۲۸۲ھ کے پاس تھی اور اس کتاب کا ایک کامل نسخہ حضرت علامہ، امام ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

الصحیفۃ الصحیحۃ

حضرت ابوھریرۃؓ نے اپنے ایک شاگرد رشید جناب ھمام بن منبہؒ (المتوفی ۱۳۱ھ) کو ایک سو چالیس احادیث املا کرائی تھیں جس کو انہوں نے ایک رسالے کی شکل میں مرتب کرلیا تھا۔ اسی مجموعہ کا نام "الصحیفۃ الصحیحۃ" ہے۔ یہ ۵۹ھ سے پہلے کی تالیف ہے، کیونکہ حضرت ابوھریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے قبل ہی اسے تحریر کرایا تھا، لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ موجودہ کتب حدیث میں یہ سب سے قدیم کتاب ہے۔ اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ مجموعۂ احادیث بالکل محفوظ رہا، اور ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو برلن میں اس کا ایک مخطوطہ ملا یہ مخطوطہ کچھ ناقص تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب متلاشی رہے کہ انہیں کوئی مکمل نسخہ ملے تاکہ اسے اشاعت پذیر کیا جا سکے۔ بحمد اللہ ڈاکٹر صاحب کی یہ

---

[1] فتح الباری ص، جامع بیان العلم ص ۱/۷۴ [2] مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۶۵ ایضاً برلن

Marfat.com

تمنا پوری ہوئی اور انہیں دمشق سے اس کا ایک مکمل نسخہ دستیاب ہو گیا جسے انہوں نے مرتب کر کے دمشق سے ہی شائع کر دیا۔

اس صحیفہ کی اشاعت سے ان لوگوں کے اعتراضات ھباءً منثوراً ہو کر رہ گئے ہیں، جو کہا کرتے تھے کہ احادیث تو حضرت کے دو سو سال بعد میں لکھی گئیں[۱]۔ لہٰذا ان پر کیا اعتماد ہے، اور حضرات ائمہ کی ان مساعی کو سازش گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی کوئی تالیف نہیں ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط جو آپ نے شاہ مقوقس کی طرف بھیجا تھا، وہ مصر کے آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران مل گیا، اور مصر میں آج بھی موجود ہے۔ آپ کا یہ خط کتب حدیث میں موجود ہے اور اصل خط کتب حدیث کے خط کے عین مطابق ہے۔ اسی طرح عہد صحابہ کی یہ عظیم یادگار ہمارے پاس موجود ہے اور اس کے مندرجات بالکل کتب حدیث کی روایات کے مطابق ہیں[۲]۔ ایک لفظ تک کی کمی بیشی نہیں اور صحیفہ کی ہر روایت من وعن صحاح ستہ میں حضرت ابوھریرہؓ کے حوالہ سے ہو مل جاتی ہے۔ تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ احادیث بلا ریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور انہیں تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

حضرت ہمام بن منبہ کے متعلق تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ:۔

"کان یشتری الکتب لاخیہ وھبؒ فجالس اباھریرۃؓ وکتب منہ نحواً من اربعین و مائۃ حدیث[۲]"	وہ اپنے بھائی وھب بن منبہ کے لئے کتب حدیث خریدا کرتے تھے چنانچہ انہوں نے حضرت ابوھریرہؓ کے پاس بیٹھ کر تقریباً ایک سو چالیس احادیث لکھیں

شیخ الاسلام حافظ ذھبیؒ لکھتے ہیں:۔

"ولھمامؒ عن ابی ھریرۃؓ نسخۃ مشھورۃ اکثرھا فی الصحاح[۳]"	حضرت ابوھریرہؓ نے ہمامؒ کو مشہور صحیفہ لکھ کر دیا تھا اور اسی اکثر روایات کتب

۱۔ علوم الحدیث صبحی صالح ص۲۲ ۲۔ تہذیب التہذیب ص۶۷ ج۱۱، تذکرۃ الحفاظ ص۹۵ ج۱
۳۔ تذکرۃ الحفاظ ص۹۵ ج۱

صحاح میں موجود ہیں۔

علامہ ذھبی رح کا یہ فرمانا بالکل مبنی برحق ہے کہ صحیفہ کی اکثر روایات "صحاح" میں موجود ہیں
چنانچہ صحیفہ کی ۱۳۸ روایات میں سے ۹۱ صحیحین میں موجود ہیں اور جو صرف صحیح بخاری میں ہیں وہ
۲۵ ہیں اور جو صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ انکی تعداد ۳۴ ہے، اور حضرت امام احمدؒ بن حنبل نے تو اپنی
مسند میں یہ صحیفہ مکمل طور پر درج فرمایا ہے[۱]۔ اس طرح اگر ایک طرف صحیفۂ ہمام بن رح منبہ کے اس
دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کا ثبوت ملتا ہے تو دوسری طرف مسند احمد اور دیگر کتب
حدیث (جن میں صحیفہ کی روایات موجود ہیں) کی صحت پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔

صحیفہ سمرہ بن جندب رض

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث کا ایک مجموعہ تیار کر رکھا تھا، جو انکی
وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سلیمان بن سمرہ رح بن جندب، فزاری کو وراثت میں ملا، اور وہ
اس رسالہ کو "عن ابیہ" روایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں:-

روی عن ابیہ نسخۃ کبیرۃ[۲] - سلیمان رح نے اپنے اباجان حضرت سمرہ رض
سے ایک بڑا صحیفہ روایت کیا ہے۔

سلیمان رح سے ان کے صاحبزادے حبیب رح اور حبیب رح سے ان کے برادر عم زاد جعفر رح
بن سعد اس کتاب کو روایت کیا کرتے تھے۔ امام ابن سیرین رح نے حضرت سمرہ رض کے رسالہ کے
متعلق یوں فرمایا ہے:-

فی رسالۃ سمرۃ الی ابنہ - حضرت سمرہ رض کا رسالہ جو ان کے بیٹے کے
علم کثیر" - پاس ہے اس میں بہت علم ہے۔

---

[۱] مسند احمد ص ۳۱۲ - ۳۱۹ ج ۲ [۲] تہذیب ص ۱۹۸ ج ۴ [۳] تہذیب ج ۴ ص ۲۳۶، استیعاب ص

اور امام حسن بصری رح کے پاس تو حضرت سمرہ کی احادیث کے کئی مجموعے تھے، بلکہ ان کا اعتماد ہی حضرت سمرہ رض کی کتابوں پر تھا، جیسا کہ حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں۔

"واعتمادہ علی کتب سمرۃ رض" حضرت حسن بصری رح کا اعتماد حضرت سمرہ رض کی کتابوں پر ہے۔

حضرت ابوبکر رض اور کتابت حدیث

اس سے قبل بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تابعین کے پاس بھیجنے کیلئے "کتاب الصدقہ" لکھوائی تھی جس میں زکوٰۃ کے متعلق مختلف حدیثیں تھیں، لیکن ارسال فرمانے سے قبل ہی آپ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے پھر صدیق اکبر رض اور فاروق اعظم رض اس کے مطابق عمل کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر رض نے جب حضرت انس رض کو بحرین کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کتاب کی ایک نقل تحریر فرما کر انہیں دے دی اور ابتداء میں یہ الفاظ تحریر فرما دیئے:-

بسم اللہ الرحمان الرحیم، ھذا فریضۃ الصدقۃ التی فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم"	بسم اللہ الرحمان الرحیم، یہ زکوٰۃ کے وہ احکام ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رض بھی احادیث قلمبند فرمایا کرتے تھے اسی طرح آپ کے متعلق کتابت حدیث کا ایک اور ثبوت بھی ملتا ہے کہ قاسم بن محمد رح روایت کرتے ہیں:-

قالت عائشۃ جمع ابی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت خمس مائۃ حدیث فبات لیلۃ یتقلب کثیرا قالت فغمنی فقلت اتتقلب لشکوی او لشیئ بلغک	حضرت عائشہ رض نے فرمایا میرے ابا جان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کو جمع فرمایا تھا، پھر ایک رات بڑی بیقراری سے کروٹیں بدلتے رہے جس سے مجھے بڑا غم ہوا

۱۔ تہذیب التہذیب ص ۲۶۰ ج ۲۔ ۲۔ بخاری ص ۱۹۵ ج ۱۔

Marfat.com

فلما اصبح قال ای بنیۃ ھلمی الاحادیث التی عندك فجئتہ بھا فدعا بنار فحرقھا فقلت لم احرقتھا قال خشیت ان اموت وھی عندی فیکون فیھا احادیث عن رجل قد ائتمنتہ ووثقت ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذاك فھذا لا یصح "

تو میں نے دریافت کیا کہ آپ مرض کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں یا کوئی اور بات ہے؟ جب صبح ہوئی تو فرمانے لگے، اے بیٹی! وہ احادیث کی کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے، میں لے کر حاضر ہو گئی، تو آپ نے آگ منگا کر اسے نذرِ آتش کر دیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسے کیوں جلایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں فوت ہو جاؤں اور یہ کتاب چھوڑ جاؤں اور شاید اس میں کسی ایسے شخص کی حدیثیں بھی ہوں جسے میں نے امین اور ثقہ سمجھا ہو اور درحقیقت وہ ایسے نہ ہو اور میں نے انہیں نقل کر دیا ہو اور وہ صحیح نہ ہوں۔

یاد رہے کہ اس روائت کی سند صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں علی بن صالح غیر معروف ہیں، اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی بقول منکرین حدیث اس سے کتابتِ حدیث کی نفی کی دلیل نہیں ملتی بلکہ یہ روایت بھی کتابتِ حدیث کے اثبات وجواز پر ہی دال ہے اور اگر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اس کتاب کو نذرِ آتش کیا ہے تو یہ از روئے احتیاط ایسا کیا ہے، یعنی مبادا کہ کوئی غلط لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو گیا ہو۔

حضرت عمرؓ اور کتابتِ حدیث

خلیفہ ثانی جناب فاروق اعظمؓ سے بھی کتابتِ حدیث ثابت ہے چنانچہ ابوعثمان النہدی فرماتے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ص۵ ج۱، منتخب کنز العمال ص۵۸ ج۴

ہیں ۔ کہ

"جاءنا کتاب عمر رض ونحن باذربیجان مع عتبة بن فرقد اوبالشام اما بعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھکذا اصبعین[1]"

ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان یا شام میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رض کا خط آیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلی سے زیادہ ریشم کے استعمال سے "مردوں کو" منع فرمایا ہے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رض نے امیر جیش عتبہ بن فرقد کو یہ حدیث لکھ کر بھیجی "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھکذا اصبعین" اور آپ نے تمام صحابہ رض کو بھی کتابت کا حکم دے رکھا تھا چنانچہ امام حاکم رح فرماتے ہیں۔

"وقد صحت الروایة عن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض انہ قال قیدوا العلم بالکتاب[2]"

یہ روایت بالکل صحیح ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رض نے فرمایا تھا کہ تم علم کو تحریر کر کے مقید کر لو۔

حضرت علی رض کا مجموعہ احادیث

حضرت ابو جحیفہ رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رض سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس دینی حدیث کی کتاب بھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا :-

"لا الا کتاب اللہ اوفھم اعطیہ رجل مسلم اوما فی ھذہ الصحیفة قال العقل وفکاک الاسیر[3]

نہیں! ہمارے پاس تو صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یا وہ فہم و شعور جو خدا کی طرف سے عطا کردہ ہوتا ہے یا ہمارے پاس

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۱۹۱ ج ۲ و ایضاً بمعناہ فی مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۱ [2] المستدرک للحاکم صفحہ ۱۰۶ ج ۱ [3] سنن دارمی صفحہ ۱۲۷ ج ۱

يقتل مسلم بكافر[۱]"

یہ صحیفہ ہے تو میں نے پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا لکھا ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا اس میں دیت، قیدی کے چھڑانے اور کافر کے بدلے مسلمان کے قتل نہ کئے جانے وغیرہ کے مسائل درج ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے اس مجموعۂ احادیث میں حرمِ مدینہ، جراحات کے مسائل، ذمیوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، کسی غیر کو باپ بنانے کی ممانعت، اس کی عمریں، علاماتِ ارضیہ کی چوری کرنے والے، والدین کو بُرا کہنے والے اور بدعتی کی عزت کرنے والے پر لعنت وغیرہ مختلف انواع و اقسام کے مسائل تحریر فرمائے تھے، اس کے علاوہ آپ نے ایک کتاب "قضایا" بھی لکھی تھی[۱] اور آپ نے اپنے محرروں کو بھی کتابت کا حکم دے رکھا تھا نیز انہیں ہدایت کی ہوئی تھی کہ احادیث لکھتے وقت ان کی اسانید کو بھی لکھا کریں[۲]۔

۱۰۔ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی طرف لکھا:۔

ان اكتب الى بشيئ سمعته من النبي صلى الله عليه وسلم فكتب اليه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله كره لكم قيل وقال واضاعة المال وكثرة السؤال[۳]"

مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجیں جسے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو انہوں نے یہ لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قیل و قال، اضاعتِ مال اور کثرتِ سوال کو مکروہ قرار دیا ہے۔

۱ـ صحیح بخاری ص۲۱ ج۱، ص۴۲۸ ج۱، ص۱۰۲۰ ج۲، ص۱۰۳۱ ج۲، ص۱۰۰۰ ج۲، ص۲۵۱ ج۱، ص۱۰۸۴ ج۲، ص۴۵۱ ج۱، ص۱۵۰ ج۱، صحیح مسلم ص۴۴۲ ج۱، سنن دارمی ص۲۳۶ ج۲، جامع ترمذی مع التحفۃ ص۳۱۱ ج۳، سنن داری ص۱۹ ج۲، سنن ابی [illegible] ص ، مسند احمد ص۷۹ ج۱، ص۱۱۹ ج۱، ص۱۲۲ ج۱، سنن دارقطنی ص۹۸ ج۳

۲ـ صحیح مسلم ص۱۰ ج۱ ۳ـ منتخب کنز العمال ص۵۷ ج۴ ۴ـ صحیح بخاری ص۲۰۰ ج۱، ص۹۳۷ ج۲، ص۹۵۸ ج۲، ص[illegible]

تو ثابت ہوا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے مذکورہ حدیث کو لکھا۔

۲۔ حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت فاطمہ بنت قیسؓ سے سن کر ایک حدیث کو تحریر کیا۔ فرماتے ہیں:

"کتبت ذالک من فیہا کتابا" میں نے اس سے سن کر اس حدیث کو لکھا

اور وہ حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا جبکہ اسکے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی۔

لیست لہا نفقۃ وعلیہا العدۃ الخ [1]

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص نے حضرت جابر بن سمرہؓ کو لکھا کہ تم مجھے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھ کر بھیجو تو انہوں نے یہ حدیث لکھ بھیجی:

"سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم جمعۃ عشیۃ رجم الاسلمی فقال لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ او یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش [2] الخ"

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن شام کے وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور یہ وہ دن تھا جس دن ماعز اسلمی کو رجم کیا گیا آپ نے فرمایا قیامت تک دین قائم رہے گا یا اس وقت تک جب تک کہ تم میں بارہ خلفاء نہیں ہوتے اور یہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

اور امام ابن عبد البرؒ نے بیان فرمایا ہے کہ ربیع فرماتے تھے کہ میں نے حضرت جابرؓ کو دیکھا کہ آپ تختیوں وغیرہ پر لکھا کرتے تھے [3]

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی احادیث کو قلمبند فرمایا کرتے تھے:

اخرج الی عبد الرحمانؒ بن عبد اللہؓ بن مسعود کتابا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبدالرحمان نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا

---

[1] صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۸۴ [2] صحیح مسلم ص ۱۱۹ ج ۲ [3] جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ [4] ایضا

Marfat.com

حلف لی انه خط ابیه بیده[1] کہ فرمایا کہ یہ کتاب میرے اباجان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ بھی احادیث قلمبند فرمایا کرتے تھے۔ ایک انصاری صحابی کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھے حضرت ابن عباس رضؓ نے کہا کہ ہمیں احادیث کو مدون کر لینا چاہیئے۔ میں نے ان کی اس رائے کو قابلِ اعتنا نہ سمجھا، لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے اور عمل پیرا بھی، چنانچہ انہوں نے ایک ایک صحابی سے احادیث کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ اس طرح وہ ایک بہت بڑے عالم بن گئے اور مجھے اب معلوم ہوا کہ ان کی رائے کس قدر درست تھی[2]

عبیداللہ بن علی کی جدہ محترمہ حضرت سلمہ حضرت ابن عباس کے احادیث کو ضبطِ تحریر میں لاتے کا اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ:۔

"رأیت عبد اللہ بن عباس رضؓ معه الواح یکتب علیها عن ابی رافع رضؓ شیئاً من فعل رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم[3]"	میں نے حضرت ابن عباس رضؓ کے پاس کچھ تختیاں دیکھیں جن پر وہ ابو رافع رضؓ سے پوچھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ احادیث کو لکھ رہے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکۃ فرماتے ہیں:۔

کتب ابن عباس رضؓ الی ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قضی بالیمین علی المدعی علیه[5]	حضرت ابن عباس رضؓ نے میری طرف یہ حدیث لکھی کہ "ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قضی بالیمین علی المدعی علیه"

حضرت ابن عباس کی روایات کی تعداد دو ہزار چھ سو ساٹھ ہے جو کہ بخاری، مسلم اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔

۱۔ جامع بیان العلم ص ۷۲ ج ۱ ۔ ۲۔ ایضاً ۔ ۳۔ اصابہ ص ۹۱ ج ۴ ۔ ۴۔ طبقات ابن سعد ص ۔
۵۔ صحیح بخاری ص ۳۶۷ ج ۱

عہد تابعینؒ میں کتابتِ حدیث :-

عہد تابعینؒ میں تو کتابتِ حدیث کی تحریک پورے عروج پر تھی، اختصار کے پیش نظر ہم صرف چند تابعینؒ عظام کے احادیث کو تحریر کرنے کے بیان پر اکتفا کریں گے۔

۱۔ امام زہریؒ ایک جلیل القدر اور شہرۂ آفاق تابعی ہیں۔ آپ کو بہت سے حضرات صحابہ کرامؓ سے شرفِ تلمذ حاصل تھا، کتابت و تدوینِ حدیث کے باب میں آپ نے بہت زیادہ خدمات سرانجام دیں۔ اسی لئے تو اکثر ائمہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ اگر امام زہریؒ نہ ہوتے تو حدیث کا اکثر حصہ تلف ہو جاتا۔ آپ کو پہلے سے ہی تدوینِ حدیث کا فکر ہر وقت دامن گیر رہتا تھا، چنانچہ جب خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے تدوینِ حدیث کی ضرورت کا شدت سے احساس کیا اور سنہ ۱۰۰ھ میں والی مدینہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری (۱۱۷ھ) کو یہ حکم لکھ بھیجا۔

"انظروا ما کان عندک ای فی بلدک من سنة او حدیث فاکتبه فانی خفت دروس العلم و ذهاب العلماء ولا تقبل الا حدیث النبی صلی الله علیه وسلم ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یهلک حتی یکون سرًا ...... تد کتب بمثل ذلک الی اهل الآفاق وامرهم بالنظر فی حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم وجمعه[1]

تمہارے شہر میں جس قدر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں ان کو لکھ دو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علم کے آثار مٹ نہ جائیں اور علماء اس دارِ فانی سے رخصت نہ ہو جائیں اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہی لکھنا، اور اب تو علماء کو علم خوب پھیلانا چاہئے اور ان کو چاہئے کہ جو ناواقف ہیں ان کو سکھانے کے لئے بیٹھ جائیں، کیونکہ علم اگر راز ہو جائے تو اس کا فنا ہو جانا یقینی امر ہے ...... اسی طرح آپ نے ممالکِ اسلامیہ کے بڑے بڑے شہروں کے والیوں کی طرف بھی حدیث جمع کرنے

---

[1] سنن الدارمی ص۱۲۶ ج۱ الرسالۃ المستطرفۃ ص۴

Marfat.com

کے متعلق احکام صادر فرمائے۔

تو خلیفہ راشد امام عادل، ثانیٔ فاروق رضؓ حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس حکم پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے یہی امام زہریؒ تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے لئے حدیث کی ایک کتاب مدون فرمائی اور اس کتاب کے متعدد نسخے مختلف بلادِ اسلامیہ میں بھیج دیئے گئے تھے اور امام زہریؒ جو فرمایا کرتے تھے "لم یدون ھٰذا العلم احد قبل تدوینی" بالکل بجا تھا

اور حافظ ابن عبد البرؒ نے بھی فرمایا ہے:۔

اول من دون العلم وکتبہ ابن شھاب الزھریؒ [۲]	علمِ حدیث کی سب سے پہلے تدوین کرنے والے امام ابن شہاب زہریؒ ہیں۔

آپ کے حدیث کو ضبطِ تحریر میں لانے کے متعلق امام ابو الزناد فرماتے ہیں:۔

کنا نطوف مع الزھریؒ علی العلماء ومعہ الالواح والصحف یکتب کلما سمع [۲]"	ہم امام زہریؒ کے ساتھ علماء کے پاس جاتے تھے، امام صاحب اپنی تختیوں اور صحائف کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے جب کوئی حدیث سنتے اسے فوراً تحریر فرما لیتے۔

امام زہریؒ خود بھی تو ارشاد فرماتے ہیں:۔

ماصبر احد علی العلم صبری ولا نشرہٗ احد نشری [۳]"	علم کی طلب میں میری طرح کسی نے تکالیف پر صبر نہیں کیا اور نہ ہی میری طرح کسی نے علم کی نشر و اشاعت کی۔

۱۔ جامع بیان العلم ص۳۵، سنن الدارمی ص۱۲۶ ج۱، تدریب الراوی ص۴۰، قواعد التحدیث ص، توجیہ النظر ص۸۔ ط۔ جدید، ارشاد الساری ص۱۰ ج۱ ۲۔ تہذیب ص۴۴۸ ج۹ ۳۔ تذکرۃ ص۱۰۳ ج۱

قدرت نے آپ کو حافظہ بھی بلا کا بخشا تھا، اس کا اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے لگایئے جسے شیخ الاسلام حافظ ذہبیؒ نے اپنی مایۂ ناز تالیف "تذکرۃ الحفاظ" میں رقم فرمایا ہے کہ :-

ان هشام بن عبد الملك سأل الزهريؒ ان يملي على بعض ولده شيئًا فاملى عليه اربع مائة حديث وخرج الزهريؒ فقال اين انتم يا اصحاب الحديث فحدثهم تلك الاربع مائة ثم لقي هشامًا بعد شهر او نحوه فقال للزهريؒ ان ذلك الكتاب ضاع فدعا بكاتب فاملاها عليه ثم قابل بالكتاب الاول فما غادر حرفًا واحدًا ؎	ہشام بن عبد الملک نے امام زہریؒ سے درخواست کی کہ ان کے بچوں کو کچھ احادیث لکھوادو، تو آپ نے چار سو احادیث لکھوادیں۔ پھر ان کے پاس سے نکلنے کے بعد اصحاب حدیث کو بھی یہی چار سو احادیث لکھوادیں۔ قریبًا ایک ماہ بعد ہشام سے ملاقات ہوئی تو ہشام نے کہا کہ وہ مجموعہ تو گم ہو گیا ہے۔ دوبارہ وہی احادیث لکھوادو، آپ نے پھر انہیں لکھوا دیا۔ ہشام نے پہلی کتاب کے ساتھ موازنہ کیا تو ایک حرف کا فرق بھی نہ پایا۔

آپ کی قوتِ حافظہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ اس بات پر بھی دال ہے کہ آپ نے چار سو احادیث املا کرا کے ایک مجموعہ مرتب کرا دیا تھا، اس کے علاوہ آپ نے یزید بن ابی حبیب اور جعفر بن ربیعہ کی طرف بھی احادیث قلمبند کر کے ارسال فرمائی تھیں اور بقول حافظ ابن حجرؒ یہ دونوں بزرگ اس مجموعے سے ہی روایت کیا کرتے تھے۔

حجاج بن ابی منیع کے پاس امام زہریؒ کا مرتب کیا ہوا ایک صحیفہ تھا جسے انہوں نے

؎ تذکرہ ص۱۰۳ تہذیب ص۴۴۹ ج۔۹

امام زھلی رح کو بھی دکھایا، چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"اخرج الی جزاء من احادیث الزھری رح فنظرت فیھا فوجدتھا صحاحاً فلم اکتب منھا الا یسیراً" [1]	انہوں نے مجھے امام زھری رح کا احادیث کا ایک مجموعہ دکھایا، میں نے جب دیکھا تو اسکی تمام روایات صحیح تھیں۔ ان میں سے کچھ روایات میں نے بھی لکھ لیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن محمد عقیل تابعی رح فرماتے ہیں :-

کنا نأتی جابر بن عبد اللہ فنسألہ عن سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنکتبھا" [2]	ہم حضرت جابر رض بن عبد اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے متعلق سوال کرتے جو آپ بیان فرماتے، ہم انہیں تحریر کر لیتے تھے۔

۳۔ حضرت نافع تابعی رح کے متعلق سلیمان بن موسیٰ بیان فرماتے ہیں کہ :-

"انہ رأی نافعاً رح مولی ابن عمر رض یملی علمہ ویکتب بین یدیہ" [3]	انہوں نے نافع رح مولیٰ حضرت ابن عمر رض کو دیکھا کہ وہ ابن عمر رض سے علم حدیث کو املاء کرتے تھے، اور ان کے سامنے بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔

ابن عون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ مجھے حدیث غزوۂ بنی مصطلق لکھ کر ارسال فرمائیں تو انہوں نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔

فکتب الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغار علی بنی المصطلق [4] الخ

یعنی انہوں نے غزوۂ بنی مصطلق سے متعلق حدیث کو میری طرف لکھ بھیجا۔ ایک مرتبہ انہیں

---

[1] تہذیب ص۲۰ ج۔۲ [2] شرح معانی الآثار ص۳۸۴ ج۔۲

[3] سنن الدارمی ص۱۲۹ ج۔۱ [4] صحیح بخاری ص۳۴۵ ج۔۱، صحیح مسلم ص۸۱ ج۔۲

Marfat.com

مسئلہ انفال کی حدیث کی ضرورت پڑی تو انہوں نے پھر حضرت نافع کو لکھا، چنانچہ انہوں نے درج ذیل حدیث تحریر فرما کر بھیج دی کہ :۔

"نفلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفلاً سوی نصیبنا من الخمس فاصابنی شارف[۱]"

ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے خمس کے علاوہ اور حصہ بھی دیا، چنانچہ میرے حصہ میں ایک اونٹ آیا۔

۴۔ حضرت عروہؒ نے غزوات کے متعلق احادیث کو کتابی شکل میں جمع فرمایا تھا اور حضرت عروہؒ بن زبیر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے غزوات کے متعلق سب سے پہلے کتاب تصنیف فرمائی چنانچہ حاجی خلیفہ رقمطراز ہیں :۔

"اوّل من صنف فیھا عروۃ بن الزبیر[۲]"

غزوات کے متعلق حضرت عروہ بن زبیر نے سب سے پہلے کتاب تصنیف فرمائی۔

آپ نے اپنی اس کتاب کا ایک نسخہ خلیفہ عبد الملک کو بھی ارسال فرمایا تھا۔ لیکن افسوس کہ علم کا یہ قیمتی خزانہ جنگ حرہ میں نذرِ آتش ہو گیا[۳]

یحییٰ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عروہ سے کہا کہ مجھے اپنے والد ماجد کی کچھ احادیث سنائیں تو انہوں نے مجھے ایک کتاب دے دی اور کہا کہ یہ میرے ابا جان کی لکھی ہوئی احادیث ہیں۔

حضرت عروہ اپنی اولاد کو بھی احادیث تحریر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب ہم سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے احادیث کو لکھ لیا ہے؟ جب ہم اثبات میں جواب دیتے تو فرماتے کہ تم نے مقابلہ بھی کر لیا ہے یا نہیں[۵]؟

۵۔ حضرت سعیدؓ بن جبیر مشہور تابعی ہیں، حضرت ابن عباسؓ کے اکابر تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت استاد سے سماعت کی ہوئی احادیث کو تحریر

۱۔ صحیح مسلم ص۹۲ ج۲ ۔ ۲۔ کشف الظنون ص۴۷ ج۲ ۔ ۳۔ جامع البیان العلم ص۶۵ ج۱ ۔
۴۔ کفایہ ص۳۳۲ ۔ ۵۔ ایضاً

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

کنت اسیر مع ابن عباس رضؓ فی طریق مکۃ لیلاً وکان یحدثنی بالحدیث فاکتبہ فی واسطۃ الرحل حتی اصبح فاکتبہ[۱]	میں حضرت ابن عباس رضؓ کے ساتھ جب مکہ کے راستے میں رات کے وقت سفر کیا کرتا تھا تو آپ مجھے احادیث بھی سنایا کرتے تھے میں اس وقت انہیں پالان کی لکڑی پر لکھ لیا کرتا تھا اور پھر دن کو اسے کتاب وغیرہ میں لکھ لیتا تھا۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :-

کنت اسمع من ابن عمر رضؓ وابن عباس رضؓ الحدیث باللیل فاکتبہ فی واسطۃ الرحل[۲]	میں ابن عمرؓ اور ابن عباس رضؓ سے جب رات کو احادیث سنتا تھا تو اسے پالان کی لکڑی پر لکھ لیا کرتا تھا۔

حضرت عطاء بن دینار حضرت سعیدؒ بن جبیر سے تفسیر کے متعلق جو روایات نقل کرتے ہیں وہ ایک صحیفہ ہے جس سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن جبیرؒ سے درخواست کی تھی کہ آپ ایک تفسیر لکھ دیں چنانچہ آپ نے تفسیر کے متعلق ایک کتاب لکھ دی جسے عبدالملک نے اپنے شاہی کتب خانہ میں رکھ دیا تھا۔ عطاء بن دینار نے وہاں سے اس کتاب کو حاصل کیا اور اس سے روایت کیا کرتے تھے۔[۳]

۷۔ ایک دفعہ عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عمر بن عبداللہؒ بن ارقم جو کہ مشہور تابعی ہیں کی طرف لکھا کہ آپ سبیعہ بنت رضؓ حارث اسلمیہ صحابیہ سے دریافت کر کے مجھے لکھیں کہ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدت حاملہ کے متعلق استفسار کیا تو آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا تھا، نیز سبیعہ رضؓ سے ان کا پورا قصہ معلوم کر کے تحریر کرنا چنانچہ حضرت عمر بن عبداللہ نے جو جواب لکھا تھا وہ درج ذیل ہے

"ان سبیعۃ اخبرتہ انہا کانت تحت سعد بن خولۃ وھو فی بنی عامر بن لوی وکان ممن شھد بدراً فتوفی عنہا فی حجۃ الوداع وھی حامل فلم تنشب ان وضعت

۱۔ سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۸ ۲۔ ایضاً ص ۱۲۷ ج ۱۔ التقیید العلم ص ۱۰۳ وایضاً جامع بیان العلم ج ۱ ص ۷۲ قارن لطبقات ابن سعد ص ۱۷۹ ج ۶۔ ۳۔ تہذیب ص ۱۹۹ ج ۷۔

حملها بعد وفاته فلما تعلت من نفاسها تجملت للخطاب فدخل عليها ابو السنابل بن بعكك رجل من بني عبد الدار فقال لها مالي اراك متجملة لعلك ترجين النكاح انك والله ما انت بناكح حتى تمر عليك اربعة اشهر وعشر قالت سبيعة فلما قال لي ذالك جمعت علي ثيابي حين امسيت فاتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فسألته عن ذلك فافتاني باني قد حللت حين وضعت حملي وامرني بالتزوج ان بدالي[۱]"

اس قصہ کو بیان کرنے سے مقصود صرف یہ ہے کہ تابعین عظام بھی احادیث نبویہ تحریر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اس واقعہ سے حضرت عمر بن عبد اللہ کے حدیث کو تحریر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

۷۔ بہت سے تابعین حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ کر احادیث رسول ﷺ تحریر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن حنش فرماتے ہیں۔

"رأیتھم یکتبون عند البراء باطراف القصب علی اکفھم[۲]"

میں نے تابعین کو دیکھا وہ حضرت براء کے پاس بانسوں کی قلموں سے اپنی ہتھیلیوں پر حدیث لکھا کرتے تھے۔

ہتھیلیوں وغیرہ پر شاید اس وقت لکھا کرتے ہوں کہ جب لکھنے کا کاغذ وغیرہ ختم ہو جاتا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

۸۔ حضرت عنترہ تابعی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی پھر ان کی اجازت سے اسے تحریر فرمالیا جیسا کہ سنن دارمی میں ہے۔

"عن هارون بن عنترة عن ابيه حدثني ابن عباس رضي الله عنه بحديث فقلت اكتبه عنك قال فرخص لي ولم يكد[۳]"

۹۔ حضرت بشیر بن نہیک تابعی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید ہیں آپ جو روایت بھی بیان فرماتے وہ انہیں فوراً تحریر کر لیا کرتے تھے اس طرح انہوں نے ایک کتاب کو مرتب کر لیا تھا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں

۱۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶ ۲۔ سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۹ ۳۔ ایضاً

Marfat.com

۱۰۔ حضرت طاؤس مشہور تابعی ہیں، آپ نے بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں صرف دیت وغیرہ سے متعلق فرمانِ الٰہی اور ارشاداتِ نبوی تحریر کئے ہوئے تھے۔

چنانچہ امام بیہقی رقمطراز ہیں:۔

"ان عندہ کتابا من العقول نزل به الوحی وما فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم۱"	حضرت طاؤس کے پاس ایک کتاب تھی جس میں انہوں نے وحی سے نازل شدہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض کی ہوئی دیتوں کو تحریر کیا ہوا تھا۔

۱۱۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبد العزیز نے جب کتابتِ حدیث کا حکم دیا تو آپ کے اس حکم کی تعمیل کرنے والوں میں ایک حضرت سعد بن ابراہیم بھی تھے، چنانچہ ان کا اپنا بیان ہے کہ:۔

"امرنا عمر بن عبد العزیز بجمع السنن فکتبناها دفترا دفترا۲"	جب حضرت عمر بن عبد العزیز نے ہمیں احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا تو ہم نے حدیثوں کے دفتر کے دفتر لکھ کر انبار لگا دیئے تھے۔

خلاصۂ مبحث

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے عہدِ رسالت، عہدِ صحابہ اور عہدِ تابعین میں سے ہر ایک عہد میں کتابتِ حدیث کے اثبات کے متعلق بحث کی ہے اور اپنے مدعیٰ پر دلائل پیش کئے ہیں، دلائل کا استیعاب مقصود نہیں تھا، "مشتے نمونہ از خروارے" اور اختصار کے پیشِ نظر صرف چند دلائل پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ صرف تحریراتِ عہدِ رسالت کی تعداد ہی تین سو سے متجاوز رہے جو کہ فہرست اسماء صحابہ، مختلف قبائل نام احکام، امراء و سلاطین کے نام خطوط، سیاسی دستاویزات اور وثائق، خطبۂ فتح مکہ، معاہدۂ صلح حدیبیہ اور مختلف رسائل وغیرہ پر مشتمل ہیں، ہم نے ان میں صرف چند ایک کو ذکر کیا ہے، اسی طرح عہدِ صحابہ اور تابعین کی تحریرات میں سے بھی چند کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ

۱ مفتاح الجنۃ للسیوطی ص۵ بحوالہ جمع القرآن والاحادیث ۲ جامع بیان العلم ص۷۶ ج۱

Marfat.com

حدیث کی داغ بیل عہدِ رسالت میں ہی پڑ چکی تھی۔ صحابہ کرام نے اس تحریک میں بھرپور حصّہ لیا اور عہدِ تابعین میں یہ مقدس تحریک پُورے عروج پہ پہنچ گئی اور مستشرقین اور ان کے خوشہ چین منکرین حدیث کا یہ اعتراض باطل ہے کہ حدیث کی تدوین دوسری تیسری صدی میں شروع ہوئی۔ لہذا یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

عہدِ تابعین کے بعد تدوینِ حدیث کا سلسلہ کثرت سے شروع ہو گیا تھا لہذا ضرورت نہیں ہے، کہ حضرات تابعین کے بعد کے ادوار پر بھی بحث کی جائے۔ محدثین کرام نے کتابت و تدوینِ حدیث کے تین دور مقرر فرمائے ہیں۔ پہلا دور ۱۰۰ھ تک، دوسرا ۱۵۰ھ تک اور تیسرا ۲۵۰ھ تک ہے۔ یاد رکھیئے کہ پہلے دور کا سرمایہ حدیث دوسرے دور کے حضرات نے اپنے دفاترِ حدیث میں منتقل کر دیا تھا اور تیسرے دور والوں نے دوسرے دور کی کتابوں کو اپنی تالیفات میں ضم کر لیا تھا۔ حضرات محدثین کرامؒ کی کوششوں سے ان تمام ادوار کا سرمایہ حدیث آج حدیث کے عظیم ترین دفاتر میں عشاقِ رسالت پناہ کے لئے موجود ہے اور گویا آج بھی حضور کا یہ ارشاد "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ و سنتی" ہمارے کانوں میں گونج رہا ہے۔

منعِ کتابت والی حدیث پر ایک نظر

یہ بحث تشنۂ تکمیل رہے گی، اگر ہم نے اس روایت کو ذکر نہ کیا جس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کتابتِ حدیث سے منع فرمایا تھا اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کی روایات کو مستشرقین اور منکرینِ حدیث پیش کر کے یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ کتابت اور تدوینِ حدیث کا معاملہ مشکوک ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور روایت درج ذیل ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ وحدثوا عنی ولا حرج۔[۱]	حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے کچھ نہ لکھا کرو۔ اور اگر کسی نے قرآن مجید کے علاوہ کچھ لکھا بھی ہو تو اسے مٹا دینا چاہیئے۔ البتہ مجھ سے بیان کرو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۔ صحیح مسلم ص۴۱۴ ج۲، مسند احمد ص۱۲ ج۳، مجمع الزوائد ص۱۵۱ ج۱، سنن الدارمی ص۱۱۹ ج۱

Marfat.com

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابوسعید کی اس روایت کو جو کہ صحیح مسلم میں ہے، بعض محدثین نے معلول قرار دیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

"ومنهم من اعل حديث ابي سعيدؓ وقال الصواب وقفه على ابي سعيدؓ قاله البخاريؒ وغيره"[1]

بعض محدثین نے حضرت ابوسعید کی روایت کو معلول قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اسکے قائل امام بخاریؒ وغیرہ ہیں۔

اور مسند احمد کی روایت میں عبدالرحمان بن زید بن اسلم" ضعیف ہے۔ امام احمدؒ نے ہی انہیں ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابن معینؒ فرماتے ہیں۔

"ليس حديثه بشئ"

امام بخاریؒ اور امام حاکمؒ فرماتے ہیں:۔

ضعفه علي بن المديني جداً

امام ابوداؤد فرماتے ہیں:۔ "اولاد زيد بن أسلم كلهم ضعيف" الخ

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں:۔

"ليس بقوى في الحديث كان في نفسه صالحاً وفي الحديث واهياً"

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں:۔ "ليس هو ممن يحتج اهل العلم بحديثه لسوء حفظه"

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:۔ "حديثه عند اهل العلم في النهاية من الضعف"

نقادانِ فن اور جہابذہ علماء کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر علامہ ابن الجوزیؒ نے فیصلہ فرما دیا۔

"اجمعوا على ضعفه"[2]

حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں طبرانی اوسط اور بزار وغیرہ کے حوالہ سے منع کتابت کی ایک دو اور بھی ذکر کی ہیں لیکن ان تمام روایات کی اسناد میں کلام ہے جیسا کہ حافظؒ نے خود ہی اس طرف اشارہ فرمائے ہیں

"من شاء التفصيل فليرجع اليه"

۱۔ فتح الباری ۲۔ عبدالرحمان بن زید کی تضعیف کے متعلق علماء کرام کے اقوال کیلئے دیکھئے تہذیب ص ۱۷۷ تا ۱۷۹ ج ۶

۳۔ مجمع الزوائد ص ۱۵۰۔۱۵۱ ج ۱

Marfat.com

اگر ان روایات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو پھر بھی یہ کتابت حدیث کے اثبات پر اثر انداز نہیں ہوتی میں کیونکہ علماء کرام نے ان متعارض روایات میں تطبیق دے دی ہے چنانچہ امام نووی رح شرح مسلم میں صحیح مسلم کی مذکورہ روایت کے تحت رقمطراز ہیں :-

"واختلفوا فی المراد بهذا الحديث الوارد فی النهی فقيل هو فی حق من يوثق بحفظه ويخاف اتكاله على الكتابة وتحمل الاحاديث الواردة بالاباحة على من لا يوثق بحفظه لحديث اكتبوا لابی شاه .... وقيل ان حديث النهی منسوخ بهذه الاحاديث وكان النهی حين خيف اختلاطه بالقرآن فلما أمن ذلك اذن فی الكتابة وقيل انما نهی عن كتابة الحديث مع القرآن فی صحيفة واحدة لئلا يختلط فيشتبه على القاری والله اعلم [1]"

حافظ ابن القطان رح فرماتے ہیں :-

ولعله صلی الله عليه وسلم اذن فی الكتابة عنه لمن خشی عليه النسيان ونهى عن الكتابة عنه من وثق بحفظه مخافة الاتكال على الكتاب او نهى عن كتابة ذلك عنه حين خاف عليهم اختلاط ذلك بصحف القرآن العظيم واذن فی كتابته حين أمن من ذلك .... ثم انه زال ذلك الخلاف واجمع المسلمون على تسويغ ذلك واباحته ولولا تدوينه فی الكتب لدرس فی الاعصر الآخرة والله اعلم

امام ابن قتیبہ رح فرماتے ہیں :-

"ونحن نقول ان فی هذا معنيين احدهما ان يكون من منسوخ السنة بالسنة كانه نهى فی اول الامر عن ان يكتب قوله ثم رأى بعد لما علم ان السنن تكثر وتفوت الحفظ ان تكتب وتقيد والمعنى الآخر ان يكون خص بهذا عبدالله بن عمرو لانه كان قارئا للكتب المتقدمة ويكتب بالسريانية والعربية

---

[1] شرح نووی علی صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۴ [2] مقدمہ ابن القطان ص ۱۸

وکان غیرہ من الصحابة اُمیّیّین لا یکتب منھم الا الواحد والاثنان واذا کتب لم یتقن ولم یصب التھجی فلما خشی علیھم الغلط فیما یکتبون نہاھم ولما اٰمن علی عبد اللہ بن عمرو ذلك اذن لہ[۱]"

امام خطابی رحمہ فرماتے ہیں :-

وقد قیل انه انما نھی ان یکتب الحدیث مع القرآن فی صحیفة واحدة لئلا یختلط به ولیشتبه علی القاری فاما ان یکون نفس الکتاب محظوراً وتقیید العلم بالخط منھیاً عنه فلا[۲]"

حافظ عراقی رحمہ فرماتے ہیں۔

وقد اختلف فی الجواب عن حدیث ابی سعید والجمع بینه وبین احادیث الاذن فی الکتابة فقیل ان النھی منسوخ بھا وکان النھی فی اوّل الامر لخوف اختلاطه بالقرآن فلما اُمن ذلك اُذن فیه وجمع بعضھم بینھما بأن النھی فی حق من وثق بحفظه وخیف اتکاله علی خطه اذا کتب والاذن فی حق من لا یوثق بحفظه کابی شاہ المذکور وحمل بعضھم النھی علی کتابة الحدیث مع القرآن فی صحیفة واحدة لانھم کانوا یسمعون تأویل الآیة فربما کتبوہ معه فنھوا عن ذلك لخوف الاشتباہ واللہ اعلم[۳]"

علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی رحمہ فرماتے ہیں :-

"اجابوا عن حدیث النھی بجوابین احدھما انھا منسوخة وکان النھی فی اول الامر قبل اشتھار القرآن لکل احد نھی عن کتابة غیرہ خوفاً من اختلاطه واشتباھه فلما اشتھر واُمن تلك المفسدة اذن فیه والثانی ان النھی نھی تنزیه لمن وثق بحفظه وخیف اتکاله علی الکتابة والاذن لمن یوثق بحفظه[۴]" انتھی

۱؎ تاویل مختلف الحدیث ص ۳۶۵ ۲؎ معالم السنن ص ۱۸۴ ج ۱ ۳؎ فتح المغیث ص ۱۸ ج ۳
۴؎ عون المعبود ص ۱۶۱ ج ۲

Marfat.com

محدث مبارکپوریؒ رقمطراز ہیں:۔

"والجمع بینهما ان النهی خاص بوقت نزول القرآن خشیة التباسه بغیره والاذن فی غیر ذلك او ان النهی خاص بکتابة غیر القرآن مع القرآن فی شیئ واحد والاذن فی تفریقهما او النهی متقدم والاذن ناسخ له عند الامن الالتباس وهو اقربهما مع انه لا ینافیها وقیل ان النهی خاص بمن خشی منه الاتکال علی الکتابة دون الحفظ والاذن لمن أمن منه ذلك[۱]"

یہ ہیں وہ تطبیقات جو ائمہ کرام نے ان روایات کے تعارض کو ختم کرنے کے لئے بیان فرمائی ہیں۔ ان تطبیقات میں درج ذیل چار امور قدر مشترک ہیں اور یہی ان کا خلاصہ ہیں۔

(۱) منع کتابت والی حدیث منسوخ اور اذن کتابت والی حدیث ناسخ ہے۔

(۲) ممانعت صرف نزول قرآن کے وقت تک خاص تھی کیونکہ اس طرح قرآن مجید کے ساتھ دوسری چیزوں کے التباس کا اندیشہ تھا۔

(۳) ممانعت صرف اس صورت میں تھی کہ قرآن مجید اور احادیث کو صرف ایک ہی صحیفہ میں لکھا جائے

(۴) ممانعت خاص ایسے اشخاص کیلئے تھی جو حفظ نہ کریں اور صرف کتابت پر اعتماد کر بیٹھیں دوسروں کے لئے اجازت تھی۔

تو حضرات علماء کرام کی ان بیان کردہ تطبیقات سے تمام اعتراضات ختم ہو جاتے ہیں اور ہمارا مدعیٰ ثابت ہو جاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

۱۔ تحفۃ الاحوذی ص ۳۶۵-۳۶۶ ج ۳۔

Marfat.com

جريدة المراجع

العدد	أسماء الكتب	أسماء المؤلفين	أسماء المطابع
١	القرآن الكريم		
٢	اسناد الساری	ابوبکر بن عبد المالك القسطلانی رح م سنة ٩٢٣هـ	المطبع المصري نولكشور
٣	الاستيعاب فی اسماء الاصحاب	الحافظ ابن عبد البر رح م - سنة ٤٦٣هـ	ط - مصطفى محمد - بالقاهرة
٤	اسد الغابة فی معرفة الصحابة	ابو الحسن علی المعروف بابن الاثير رح م - سنة ٦٣٠هـ	المكتبة الاسلامية بطهران
٥	بغية الوعاة	جلال الدين السيوطی رح م - سنة ٩١١هـ	مطبوع مصر مع القرآن والاحاديث"
٦	تاريخ بغداد	الخطيب البغدادی رح م - سنة ٤٦٣هـ	دار الكتاب العربي - بيروت -
٧	التاريخ الكبير	الامام محمد بن اسماعيل البخاری رح م - سنة ٢٥٦هـ	دائرة المعارف - حيدرآباد - سنة ١٣٦١هـ
٨	تأويل مختلف الحديث	ابن قتيبة الدينوری رح - م - سنة ٢٧٦هـ	مطبعة كردستان العلمية مصر سنة ١٣٢٦هـ ط - اولى
٩	تحفة الاحوذی	المحدث المباركفوری رح م - سنة ١٣٥٣هـ	ط - هند
١٠	تدريب الراوی	الامام السيوطی رح	المكتبة العلمية - بالمدينة المنورة - ط - اولى

Marfat.com

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
١١	تذكرة الحفاظ	الامام الذهبیؒ م ۔ ۷۴۸ھ	دائرۃ المعارف، حیدرآباد ۔ ۱۳۶۱ھ
١٢	التراتيب الادارية	عبد الحی الکتانی	
١٣	تفسير القرآن العظيم	الحافظ ابن کثیرؒ ۔ م ۔ ۷۷۴ھ	مطبعة عيسى البابی الحلبی بمصر
١٤	تقييد العلم	الخطيب البغدادیؒ	ط ۔ دمشق ۱۹۴۹ء
١٥	التلخيص الحبير	الحافظ ابن حجرؒ ۔ م ۔ ۸۵۲ھ	المطبع الانصاری ۔ دهلی ۔ ۱۳۰۷ھ
١٦	توجيه النظر	طاهر بن صالح الجزائری ۔ م ۔ ۱۳۳۸ھ	مكتبه علميه مدينه منوره ۔ ط ۔ جديد
١٧	تهذيب التهذيب	الحافظ ابن حجرؒ ۔ م ۔ ۸۵۲ھ	الطبعة الاولى دائرة المعارف ۔ حیدرآباد
١٨	جامع بيان العلم	حافظ ابن عبد البرؒ	ادارة الطباعة المنيرية ۔ القاهرة
١٩	جامع الترمذی مع تحفة	امام ابو عیسى الترمذیؒ ۔ م ۔ ۲۷۹ھ	ط ۔ هند
٢٠	جامع الصغير	امام السيوطیؒ	مطبعة خيرية ۔ قاهرة ۱۳۲۱ھ
٢١	جمع القرآن والاحاديث	مولانا ابو القاسم سيف البنارسیؒ	آل انڈیا اہل حدیث، دار الاشاعت لاهور ط اول ۱۳۴۴ھ

العدد	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	اسماء المطابع
۲۲	حلیۃ الاولیاء	الحافظ ابو نعیم الاصبہانی ۔ م ۔ سنہ ۴۳۰ھ	دار الکتاب العربیہ ۔ بیروت ۔ ط ۔ ثانیہ سنہ ۱۳۸۷ھ
۲۳	رحمۃ للعالمین	قاضی محمد سلیمانؒ	شیخ غلام علی اینڈ سنز ۔ لاہور سنہ ۱۹۶۸ء
۲۴	الرسالۃ	الامام الشافعیؒ ۔ م ۔ سنہ ۲۰۴ھ	طبعۃ القاہرۃ
۲۵	الرسالۃ المستطرفۃ	محمد بن جعفر الکتانیؒ ۔ م ۔ سنہ ۱۳۴۵ھ	نور محمد ۔ اصح المطابع ۔ کراچی ۔ سنہ ۱۳۷۹ھ
۲۶	زاد المعاد	الحافظ ابن القیمؒ ۔ م ۔ سنہ ۷۵۱ھ	مطبعۃ المیمنیہ ۔ مصر ۔
۲۷	سنن ابن ماجۃ	الامام محمد بن یزید بن ماجۃ القزوینیؒ ۔ م ۔ سنہ ۲۷۳ھ	المطبع المجتبائی ۔ دہلی ۔
۲۸	سنن ابی داؤد مع العون	الامام ابو داؤد السجستانیؒ ۔ م ۔ سنہ ۲۷۵ھ	دار الکتاب العربیہ ۔ بیروت ۔ ط ۔ جدید
۲۹	سنن الدارقطنی	الامام علی بن عمر الدارقطنی ۔ م ۔ سنہ ۳۸۵ھ	دار المحاسن للطباعۃ ۔ القاہرۃ ۔
۳۰	سنن الدارمی	الامام ابو محمد عبد اللہ الدارمیؒ ۔ م ۔ سنہ ۲۵۵ھ	مطبعۃ الاعتدال ۔ دمشق ۔ سنہ ۱۳۴۹ھ
۳۱	السنن الکبریٰ	الحافظ ابو بکر البیہقیؒ ۔ م ۔ سنہ ۴۵۸ھ	دائرۃ المعارف ۔ حیدر آباد ۔ سنہ ۱۳۵۲ھ ۔ اولیٰ
۳۲	سنن النسائی	الامام احمد بن شعیب النسائیؒ ۔ م ۔ سنہ ۳۰۳ھ	المکتبۃ السلفیۃ ۔ لاہور ۔ سنہ ۱۳۷۶ھ

Marfat.com

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٣٣	السيرة	الامام ابن هشام رح - م - ٢١٨هـ	ط - الميمنية بمصر على حاشية زاد المعاد
٣٤	شرح مسلم	الامام محى الدين النواوى رح - م - ٦٧٦هـ	نور محمد - اصح المطابع - كراچى ١٣٤٩هـ
٣٥	شرح معانى الآثار	الامام ابوجعفر الطحاوى رح - م - ٣٢١هـ	المطبع المصطفائى لكهنؤ - ١٣٠٠هـ
٣٦	صحيح البخارى	الامام محمد بن اسماعيل البخارى رح	كتب خانه رشيديه دهلى ١٣٧٥هـ
٣٧	صحيح مسلم	الامام مسلم بن الحجاج القشيرى رح م ٢٦١هـ	نور محمد - اصح المطابع - كراچى - ١٣٤٩هـ
٣٨	صحيح ابن حبان	امام محمد بن حبان رح	
٣٩	صحيفه همام بن منبه رح	مرتب - ڈاکٹر محمد حميد الله	مكتبه نشاة ثانيه - حيدرآباد ١٣٧٥هـ - ط چهارم
٤٠	الطبقات الكبرى	امام ابن سعد رح	دار صادر - بيروت - ١٣٧٧هـ
٤١	علوم الحديث	الدكتور صبحى صالح	دار العلم للملايين - بيروت ١٣٨٤هـ ط - ثالثه
٤٢	عون المعبود	علامه شمس الحق ڈيانوى رح	دار الكتاب العربيه - بيروت - ط - جديد
٤٣	فتح البارى	الحافظ ابن حجر رح - م - ٨٥٢هـ	المطبعة السلفية القاهرة ١٣٨٥هـ

Marfat.com

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٤٤	فتح المغيث	الحافظ زين الدين العراقی رح م ٨٠٦ھ	جمعية النشر والتاليف - ازهر ١٣٥٥ھ ط - اولی
٤٥	قواعد التحديث	محمد جمال الدين القاسمی رح م ١٣٣٢ھ	دار الاحياء الكتب العربية - مصر ١٣٨٠ھ
٤٦	كتاب الخراج	يحيی بن آدم رح	مطبوع مصر (جمع القرآن والاحاديث)
٤٧	كتاب القياس	الحافظ ابن القيم رح م ٧٥١ھ	
٤٨	كشف الظنون	حاجی خليفة رح	ط - جديد
٤٩	الكفاية فی علم الرواية	الخطيب البغدادی رح	ط - دائرة المعارف - حيدر آباد ١٣٥٧ھ
٥٠	كنوز الحقائق	الامام عبد الرؤف المناوی رح	مطبعة خيريه - قاهرة ١٣٢١ھ
٥١	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	الحافظ ابوبكر الهيثمی رح م ٨٠٧ھ	مكتبة القدسی - القاهرة ١٣٥٢ھ
٥٢	المحلّی	الحافظ ابن حزم رح م ٤٥٦ھ	ادارة الطباعة المنيريه ١٣٤٨ھ ط - اولی

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٥٣	المستدرك	الامام الحاكم النیسابوری رح م ٤٠٥ھ	دائرة المعارف ۔ حیدرآباد ۔ ١٣٤١ھ ۔ ط ۔ اولی
٥٤	مسند	ابو داؤد سلیمان الطیالسی رح م ۔ ٢٠٤ھ	دائرة المعارف ۔ حیدرآباد ۔ ١٣٢١ھ ۔ ط ۔ اولی
٥٥	مسند	الامام احمد بن حنبل رح ۔ م ۔ ٢٤١ھ	ط ۔ بیروت
٥٦	المصنف فی الاحادیث والآثار	امام ابوبکر بن ابی شیبة رح م ٢٣٥ھ	مطبعه علوم شرقیه ۔ حیدرآباد ١٣٨٦ھ ط ۔ اولی
٥٧	معالم السنن	امام ابوسلیمان الخطابی رح م ۔ ٣٨٨ھ	مطبعه علمیه ۔ حلب ۔ ١٣٥١ھ ۔ ط ۔ اولی
٥٨	المعجم الصغیر	الحافظ ابوالقاسم الطبرانی رح	مطبع انصاری ۔ دهلی
٥٩	المغنی	الامام ابن قدامة رح ۔ م ۔ ٦٢٠ھ	مطبعة المنار ۔ بمصر ۔ ١٣٤٧ھ ط ۔ ثانیه
٦٠	مفتاح الجنة	الامام السیوطی رح	ط ۔ مصر (جمع القرآن والاحادیث)
٦١	مقدمة تحفة الاحوذی	الامام المحدث المبارکفوری رح ١٣٥٣ھ	ط ۔ هند ۔ ط ۔ اولی

العدد	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	اسماء المطابع
٦٢	مقدمة ابن الصلاح	امام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن رح م سنہ ٦٤٣ھ	المکتبة العلمیة - مدینة منورة سنہ ١٣٨٦ھ
٦٣	منتخب کنز العمال	علی بن حسام الدین المتقی رح	علی حاشیة مسند احمد - ط جدید
٦٤	الموطا	امام مالك بن انس رح - م - سنہ ١٧٩ھ	المطبع المجتبائی - دهلی - سنہ ١٣٢٥ھ
٦٥	میزان الاعتدال	الامام الذهبی رح - م - سنہ ٧٤٨ھ	مطبعة السعادة - مصر - سنہ ١٣٢٥ھ ط - اولیٰ
٦٦	نصب الرایة	الامام الزیلعی رح - م - سنہ ٧٦٢ھ	المجلس العلمی - سورت (الهند) سنہ ١٣٥٧ھ - ط - اولیٰ

Marfat.com

کتابتِ حدیث

تا

عہدِ تابعین

ترتیب

محمد خالد سیف

متخصص

ادارہ علوم اثریہ

ناشر

شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے۔

Marfat.com